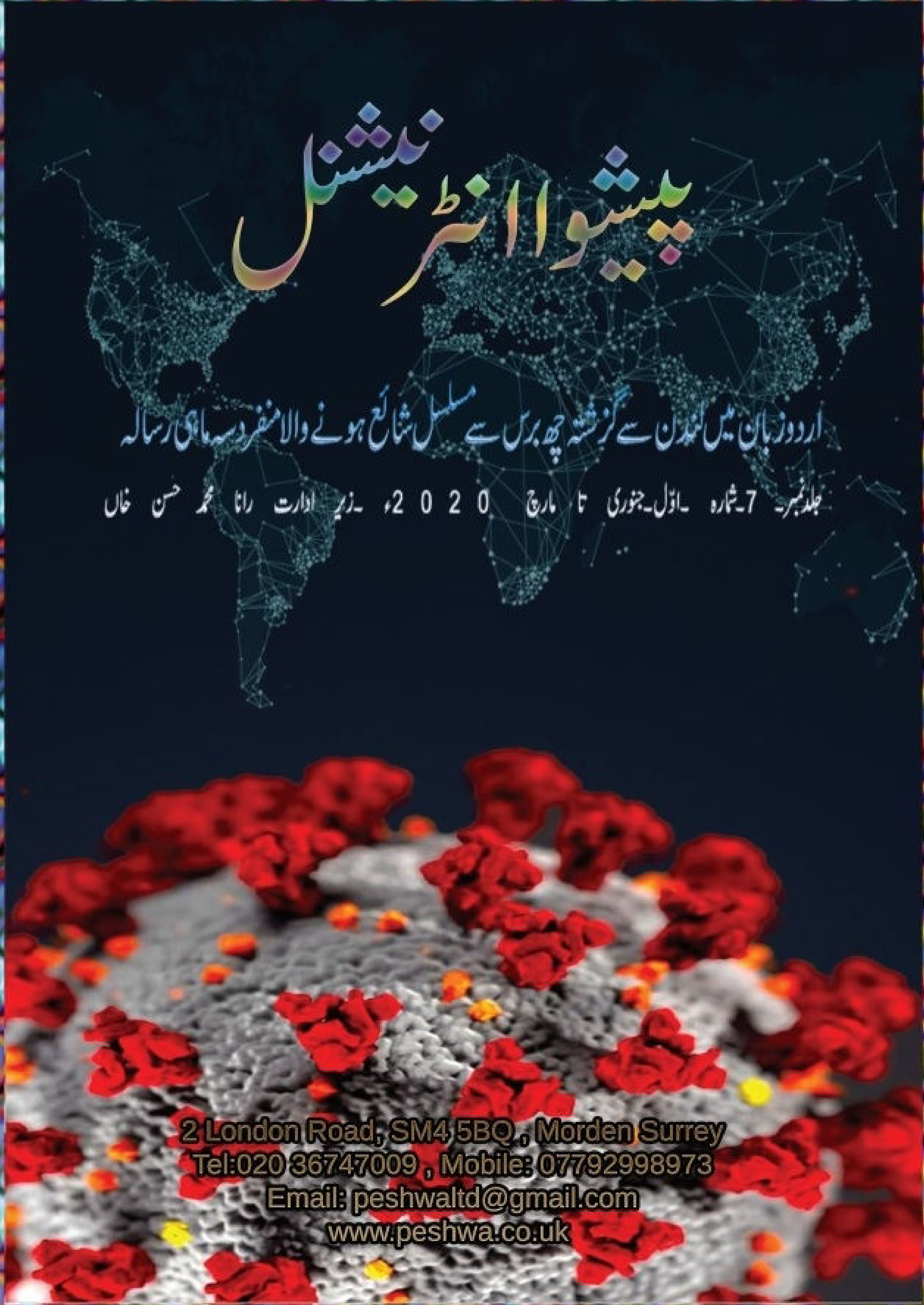

پیشوا انٹرنیشنل

اردو زبان میں لندن سے گزشتہ چھ برس سے مسلسل شائع ہونے والا منفرد سہ ماہی رسالہ

جلد نمبر۔ 7۔شمارہ ۔اوّل۔جنوری تا مارچ 2020ء ۔زیر ادارت رانا محمد حسن خاں

2 London Road, SM4 5BQ , Morden Surrey
Tel:020 36747009 , Mobile: 07792998973
Email: peshwaltd@gmail.com
www.peshwa.co.uk

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

چیف ایڈیٹر رانا محمد حسن خاں

نائب ایڈیٹر محمد ثاقب رشید — مارکیٹنگ مینیجر رانا عبدالصمد خاں — سرورق محمد سلیم انصاری

خصوصی تعاون آر۔ایچ ایکسیڈنٹ کلیم سروسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اس شمارہ میں

آیت قرآن الحکیم۔حدیث النبیؐ۔مشعل راہ — 2
اداریہ ''ذرّہ ذرّہ ہے وبا کے خوف سے سمٹا ہوا'' — 3
نوائے عاشقانہ!! — 5
''وزیر آباد'' اور ''راجہ پور'' — 6
''اتنا تو طے ہوا ہے کہ ڈرنے لگے ہیں آپ'' — 7
''مولانا فضل الرحمان سے ٹاکرا'' — 8
کورونا وائرس: ربّ کا عذاب؟ — 9
''سوچ میں گم ہر بشر لگے ہے'' — 10
دَورِ جدید کے نمرودوں کے لئے کرونا وائرس! — 11
اللہ سے غفلت پر ملتی ہے سزا لوگو! — 12
سچ کو نظم کرنے والا شاعر۔۔۔عمران سلیم — 13
سفرِ حرمین شریفین! (سفرنامہ) — 15
مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار (قسط11) — 18
مکہ مکرمہ (قسط4) — 23
باروخ سپینوزا (Baruch Spinoza) (قسط3) — 26
''میں دل کی نوکری کرتا ہوں سرکاری نہیں کرتا'' — 28
کیا یہ وہی دَور تو نہیں؟ (قسط5) — 29
اُمّت کے زوال کا وقت ہے!! — 31
لڑکی نے امریکیوں کے بلین $ ڈالر کیسے لوٹے؟ — 35
ہومیو پیتھک نسخہ جات (بواسیر، دردِ شقیقہ) — 37
شمائل نبویﷺ (قسط8) — 40
آوارگانِ دشتِ خار (قسط21) دنیا کی عمر۔غلاضت کے کیڑے۔ سونے کے بعد جاگے تو!!۔ہندو مذہب حضرت آدمؑ کا ہے!!۔بہن سے نکاح۔نظام کو بلاسٹ کر دیا۔مرغی زندہ کر دی۔فاسق اور نمازی کی بیٹی — 46
شعر و شاعری۔منتظر قائمی۔عبید اللہ علیم۔احمد شاہد خاں۔امجد اسلام امجد۔صائمہ بخاری صاحبہ۔راجہ محمد یوسف خان۔بشارت سکھی

PESHWA MAGAZINE INTERNATIONAL

E-mail. peshwaltd@gmail.com

2.London road Morden Surrey SM4 5BQ. UK

قیمت فی شمارہ 1 پاؤنڈ ... سالانہ ممبر شپ فیس برطانیہ 14 پاؤنڈ یورپ 18 یورو آسٹریلیا و امریکہ 25 پاؤنڈز

www.peshwa.co.uk

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

القرآن الحکیم: وَ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِيۡنَ جَلۡدَةً وَّ لَا تَقۡبَلُوۡا لَهُمۡ شَهَادَةً اَبَدًا ‌ۚ وَ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔ ترجمہ: وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں اَسّی کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ ہیں جو بدکردار ہیں۔ (سورۃ النور آیت ۵)

حدیث النبی ﷺ: عن عائشة قالت: لمّا نزل عذری قامَ النبی ﷺ علی المنبر فذکر ذالک وتلا۔ تعنی القرآن۔ فلما نزل من المنبر امر بالرجلین و المراة فضربوا حدهم۔ ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میری براءت کی آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقع کا ذکر کیا اور قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں۔ جب منبر سے نیچے اترے تو آپ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق حکم دیا اور انہیں حد لگائی گئی۔ (سنن ابو داؤد۔ جلد۴۔ کتاب الحدود۔ حدیث ۴۴۷۴) اگلی حدیث جو محمد بن اسحاق سے مروی ہے میں ہے کہ ''رسول ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کو جو اس تہمت میں شریک تھے، کے متعلق (حد لگانے کا) حکم دیا۔ یعنی حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ۔ نفیلی نے کہا کہ عورتوں میں حمنہ بنت جحش کا ذکر کرتے ہیں۔'' (تہمت کی حد ۸۰ کوڑے ہیں)

مشعل راہ: ''اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اس کو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اس پر لگاتے، افترا کرتے اور اس کی غیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کس قدر برائیوں کا اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بدیاں جب اپنے بچے دیں گی۔'' تو پھر ایک کے بعد دوسری برائی آتی ہے جس طرح بچے دیئے جاتے ہیں ایک بدی دوسرا بچہ پیدا کر دیتی ہے۔ جب اپنے بچے دیں گی'' تو کہاں تک نوبت پہنچے گی۔''

''اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ وھو یتولی الصالحین۔ یعنی اللہ تعالےٰ آپ صالحین کو متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لیے چھوڑ جاؤ۔ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی۔ اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لیے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالےٰ کی رائے اور منشا سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لیے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالےٰ اس کا تکفل کرے گا۔ اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنم میں۔ اس کی پرواہ مت نہ کرے۔'' (ملفوظات جلد ۸۔ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۹۔ مرسلہ ناشمرین۔ لندن)

اداریہ

”ذرّہ ذرّہ ہے وبا کے خوف سے سمٹا ہوا“

دنیا اس وقت وائرس کورونا کووڈ19 نام کی قاتل وبا کی زد میں ہے۔اب تک تقریباً ایک لاکھ افراد بلا امتیاز رنگ ،نسل ، مذہب ، ملت اور فرقہ ہلاک ہو چکے ہیں اور ڈیڑھ ملین یعنی پندرہ لاکھ افراد اس موذی وائرس کا شکار ہو کر اچھوت بن چکے ہیں۔سپر پاور امریکہ اس وائرس کا شکار بننے میں تمام ممالک سے فی الحال سبقت لے جاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔یورپ اور امریکہ میں اس قاتل وائرس نے تباہی مچا دی ہوئی ہے۔کہا جا رہا ہے کہ کئی ملین افراد کے اس وبا سے ہلاک ہونے کا حدشہ ہے۔اس وقت تین ارب سے بھی زیادہ انسان گھروں میں قید ہیں۔اب تک ہندوستان ، پاکستان ، افریقہ اور دیگر چند ممالک میں یہ وبا پھیلنے کی رفتار بہت آہستہ ہے،اللہ کرے کہ ان ممالک میں نا صرف وبا مزید بڑھنے سے رک جائے بلکہ اس کا خاتمہ ہو جائے۔اللہ ساری دنیا کے انسانوں پر رحم کرتے ہوئے انہیں اس قاتل وائرس سے جلد از جلد نجات دے دے۔آمین یا ربّ العالمین۔

یورپ اور امریکہ کو دیر سے لاک ڈاؤن کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔یہی غلطی پاکستان نے بھی کی ہے۔ایران سے آنے والے پاکستانی زائرین اور دیگر بیرونی ممالک سے آنے والے مسافروں کے معاملے میں نہایت بھونڈے اور بے دلی سے کیے گئے اقدامات نے کورونا وائرس کو پاکستان میں اپنے پنجے گاڑنے کا موقع فراہم کیا ہے۔اور رہی سہی کسر تبلیغی جماعت والوں نے نکال دی۔حکومت کی بے بسی اور غیر ذمہ داری کی انتہا ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کے اجتماع کو نہ روک سکی اور نہ ہی انہیں اپنے گھروں میں جانے سے روک سکی۔جب ارباب اختیار کو ہوش آیا تب تک ہزاروں افراد کورونا وائرس کا شکار ہو چکے تھے۔اس وقت تک تقریباً ۱۲ ہزار تبلیغی جماعت والے تلاش کیے جا سکے ہیں اور انہیں ۳۳ اضلاع میں قرنطینہ سینٹروں میں بھرتی کیا جا سکا ہے ان میں بھی اب تک لگ بھگ تین سو کورونا وائرس کے مریض نکلے ہیں۔کراچی میں لوگوں کو نماز جمعہ کے لیے مسجد جانے سے روکنے پر مشتعل لوگوں نے پولیس والوں کی ٹھکائی کر دی اور قانون شکن امام کو زبردستی امامت کرنے کے حرم میں گرفتار کر لیا گیا۔اور مولانا ابتسام کہتے ہیں کہ کورونا وائرس کو اے اللہ! کافروں کی طرف بھیج دے اور ہمیں یعنی مسلمانوں کو بچا لے۔یہ دعا اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑا رہی ہے۔رسول اللہ ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں۔ابھی تک وطن عزیز میں کورونا وائرس پھیلانے والوں کی اکثریت نام نہاد عبادت گزاروں کی ہے۔نام نہاد اس لیے کہا ہے کہ سچا عبادت گزار قانون شکن ، ریاکار اور انسانوں کو درد والم سے ہمکنار کرنے والا نہیں ہوتا۔وبائی امراض سے بچنا اور دوسروں کو اس سے بچانا بہت بڑی نیکی ہے۔

حکومت وقت کو چاہیے کہ غیر اسلامی سوچ رکھنے والے نام نہاد علماء اور ان کے چیلے چانٹوں کے ساتھ سختی کرے یا انہیں اجتماع کرنے ، جلسہ کرنے اور نماز جمعہ اور با جماعت نمازیں پڑھنے کے لیے کسی ریگستان بھیج دے اور انہیں اگر کوئی ان میں سے زندہ بچ جائے تو وبا ختم ہونے کے بعد واپس لائے۔اگر ایسا نہ کیا گیا اور مکمل لاک ڈاؤن نہ کیا گیا تو بقول ڈاکٹر عطا الرحمان لاکھوں پاکستانی قاتل وائرس کا شکار ہو سکتے ہیں ، اگر ٹیسٹ زیادہ کیے جائیں تو لاکھوں ٹیسٹ مثبت آ سکتے ہیں۔اللہ نہ کرے کے ایسا ہو اور اگر ایسا ہو گیا تو جوش ملیح آبادی نے جو نقشہ اپنی ایک نظم میں ہندوستان میں طاعون کی وبا کا کھینچا ہے ، وہی نقشہ ابھرنے کا حدشہ ہے

اک ضعیفہ راستے میں سو رہی ہے خاک پر — مردنی چھائی ہوئی ہے چہرۂ غم ناک پر
اور کس موسم میں جب طاعون ہے پھیلا ہوا — ذرہ ذرہ ہے وبا کے خوف سے سمٹا ہوا
رات آدھی آ چکی ہے بام و در خاموش ہیں — اہل دولت لیلءِ عشرت سے ہم آغوش ہیں
ہو رہا ہے خاک پر ناپاک روحوں کا نزول — آ رہی ہیں آسماں سے یہ صدائیں دم بہ دم

دیکھ اسباب ہلاکت پر نہ پڑ جائے قدم
بام و در پر موت کا پرچم ہے لہرایا ہوا

آ رہی ہے ہر قدم پر بوئے انفاس وبا
رونگٹے سارے کھڑے ہیں سانس لینا ہے وبال

نبض چھوٹی جا رہی ہے گنبد دوار کی
چپکے چپکے سانس لینے سے گھٹا جاتا ہے دم

عبرت و دہشت کا خنجر ہے دل غم ناک پر
ہائے یہ بے دم پڑا ہے کون ٹھنڈی خاک پر

آہ اے بے کس ضعیفہ غم کی تڑپائی ہوئی
اے زمانے کی جھنجھوڑی زر کی ٹھکرائی ہوئی

تیرے بچے تیرے گردوں کے ستارے کیا ہوئے
اے ضعیفہ تیری پیری کے سہارے کیا ہوئے

آہ اے دکھیا یہ کیسی پائمالی ہو گئی
ٹھوکریں کھانے کو تیری گود خالی ہو گئی

سو رہا ہے تیرا وارث کس طرف پہنے کفن
دفن ہے کس دیس میں تیرا عروسی بانکپن

چاہنے والے ترے سب تربتوں میں سو گئے
کھیلتی تھی جن گھنے باغوں میں وہ کیا ہو گئے

”سرِ نیزہ قرآت نے رموزِ عشق سمجھائے“

ناصرؔ نہ ملا فلسفۂ دانا و رازی سے
نہ دِل کو فکرِ اقبال و صوفی بھائے

ملا درسِ اِطاعت تو سجدۂ شبیری سے
سرِ نیزہ قرآت نے رموزِ عشق سمجھائے

بوندیں تمام خُوں کی مانندِ قطرۂ نیساں
ظاہر و باطن ہوئے روشن عزم و تخیل مہکائے

دیا ہلالِ غازی مجھے رحنت ہائے تمام
ٹھہرے نظر کہیں نہ شام و سحر لبھائے

شکیل احمد ناصرؔ

توجہ فرمائیں

پیشوا ادارہ کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ پیشوا ادارہ تمام سیاسی و مذہبی شخصیات کا تہہ دل سے احترام کرتا ہے مگر ان کے غلط نظریات اور افکار کو بیان کرنے کی قارئین کو اس غرض سے اجازت دیتا ہے تاکہ متذکرہ شخصیات اپنی اصلاح کر سکیں۔ اگر کوئی شخص سمجھے کہ اسے غلط طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے تو وہ بھی حق رکھتا ہے کہ وہ بھی ناقدین کی اصلاح کے لئے اپنا موقف پیش کرے اور ادارہ ایسے مضامین کو شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ادارہ پیشوا بلا تفریق مذہب و ملّت حذمت کا دعوے دار ہے۔ سبھی رسالہ میں اپنے افکار اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ادارہ پیشوا اُن تمام قلمکاروں کو دعوت دیتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین کی آراء اور مشوروں کا منتظر ہے۔ معزز قارئین کی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا اور قارئین کی آراء پر نا صرف غور کیا جائے گا بلکہ قابل عمل تجاویز پر عمل بھی کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔

(چیف ایڈیٹر پیشوا انٹرنیشنل۔ لندن)

نوائے عاشقانہ!!

(تحریر: پروفیسر نصیر حبیب صاحب۔لندن)

ایک مرتبہ خاکسار نے مشہور شاعر اور نقاد ڈاکٹر وزیر آغا سے سوال کیا کہ آج انفارمیشن کا دَور ہے کیا آج کا انسان ماضی کے مقابلے میں حقیقت کا ادراک بہتر کرسکتا ہے؟ انہوں نے جو جواب دیا اس کا مفہوم جو مجھے سمجھ آیا وہ یہ تھا کہ:

”حقیقت کے ادراک کے لیے ماضی اور حال دلیلِ کم نظری ہے، مشاہدہ حق کے لیے دیدہ وبینا اور واردات کی سچائی اور گہرائی کی ضرورت ہے۔“

اتفاق سے خاکسار مغربی مفکرین کے افکار کا مطالعہ اس خیال سے کررہا تھا کہ ان کے نزدیک انسان کی سرگرمیوں اور تگ ودو کے پیچھے کونسا جذبہ محرکہ (driving force) کارفرما ہے؟ مثلاً الفریڈ ایڈلر (Adler Alfred) کے خیال کے مطابق بنیادی محرک یہ ہے کہ انسان برتری چاہتا ہے:۔

Adler believe that everyone experiences feeling of inferiority .... For the struggle for superiority arises from such feelings.

(Introduction to psychology)

اور مفکر مشہور سائیکالوجسٹ فرائڈ جنسی جبلت کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ جبکہ کارل مارکس کے نزدیک بنیادی اہمیت کسی بھی دَور میں معاشی نظام اور پیداواری ذرائع کو حاصل ہے اور انسانی سماج کی تمام اخلاقی اور سماجی اقدار کا مدار اس دور کے معاشی نظام پر ہوتا ہے۔

آیئے تاریخ کے آئینہ خانہ میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا افکار کی جھلکیاں کہیں نظر آتی ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں ذکر ملتا ہے کہ قریش نے سوچا کہ آخر آنحضرت ﷺ کی ایسی نفس کشی اور جانبازی کا مقصد کیا ہے؟ انہوں نے قریش کے مشہور بت پرست سردار عتبہ بن ربیعہ کو بھیجا کہ وہ آنحضرت ﷺ سے معلوم کرے کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عتبہ بن ربیعہ، ختم الرسل آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درج ذیل تین نکات آپ کے سامنے رکھے:۔

۱۔ اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں، ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ (یعنی الفریڈ ایڈلر کے خیال کے مطابق انسانی برتری آپ کی تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں)

۲۔ اگر آپ کو دولت چاہیے تو آپ کے قدموں میں سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیں گے۔ (یعنی کارل مارکس کے خیال کے مطابق تمام معیشت کی کنجیاں آپ کو دے دیں گے)

۳۔ اگر آپ کسی بڑے خاندان کی کسی خوبصورت عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو صرف آپ کو اشارہ کرنا ہوگا۔ (گویا جو فرائیڈ کے نزدیک بنیادی جذبہ محرکہ ہوتا ہے، ایک اشارے کا منتظر ہے۔)

گویا عتبہ بن ربیعہ نے دورِ جدید کے تینوں مشہور مفکرین کے نزدیک جو سب سے طاقتور جذبہ محرکہ (incentive) ہوسکتا ہے، اس کے ذریعے آپ کو تبلیغ سے روکنے کی کوشش کی گئی)

مرے ہم صفیر اسے بھی اثر بہار سمجھے
انہیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ

عتبہ بن ربیعہ کی مندرجہ بالا پیشکشوں کے جواب میں خاتم الرسل آنحضرت ﷺ نے سورۃ حٰم، السجدہ کی آیات تلاوت فرمائیں۔ عتبہ بن ربیعہ پر ان کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ اسے اندازہ ہوگیا کہ یہ اثر بہار نہیں یہ نوائے عاشقانہ ہے۔

"وزیر آباد" اور "راجہ پور"

(تحریر: جہانگیر خاں۔لندن)

کچھ عرصہ پہلے ایک کہانی پڑھی تھی۔اس کہانی کو پڑھ کر کافی دیر سوچتا رہا۔اس کہانی کی سچائی کا مشاہدہ ناصرف خاندانوں،گھروں،قصبوں،شہروں بلکہ ملکوں کے آپسی تعلقات میں کیا جا سکتا ہے۔خودغرضی کے جس دور سے اس وقت انسان گزر رہے ہیں اس میں ناانصافی اور جھوٹ کا دور دورہ ہے۔تاریخ کے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے ہی حکمرانوں کی اکثریت اپنی طاقت اور معیشت کو بہتر بنانے اور قائم رکھنے کے لیے جنگ وجدل میں مشغول رہی ہے۔اگر کوئی ملک طاقتور ہوتا دکھائی دیتا تو زیادہ طاقت رکھنے والا ملک جب تک اس ملک کو تباہ و برباد نہ کر لیتا چین سے نہ بیٹھتا۔یہ الگ بات ہے کہ طاقت اور برتری کا نشہ بہر حال قائم نہیں رہتا ہے۔طاقت وہ بے وفا لونڈی ہے جو کمزوری آتے ہی دوسرے طاقتور کے پہلو میں جا بیٹھتی ہے۔موجودہ دور میں بھی اسی طرح کی صورت حال ساری دنیا میں مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔آیئے پہلے کہانی پڑھ لیں:۔

پرانے زمانے کی بات ہے۔کسی جنگل کے پاس دو گاؤں آباد تھے۔لیکن یہ گاؤں والے دوسرے گاؤں والوں کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔یہ نفرت کی آگ دونوں گاؤں کے سربراہان نے لگائی ہوئی تھی۔ایک گاؤں کا نام "وزیر آباد" تھا۔وہاں لوگ باشعور تھے کیونکہ وہاں تعلیم،صحت کی تمام سہولیات میسر تھیں۔

اسی بنا پر دوسرے گاؤں کا نام "راجہ پور" تھا۔انہیں بھی اشتیاق ہوا اپنے لیے کچھ اچھا کرنے کا جس کی بنا پر "راجہ پور" والوں نے بھی دن رات ایک کر کے محنت کی۔اب "راجہ پور" کی شہرت کے قصے دور دور تک جانے لگے۔"وزیر آباد" والوں کو محسوس ہوا کہ اس طرح تو ان کا نام اور برسوں سے بنائی ہوئی شہرت مٹی میں مل جائیگی۔

جس رفتار سے "راجہ پور" والے محنت کر رہے ہیں۔وہ کافی عرصہ سوچ بچار میں رہے آخر کار "وزیر آباد" کے سرپرست نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں ہم کچھ شکاری کتے پالتے ہیں انہیں زہریلی نقصان دہ جانور اور سانپ سے ڈسوا کر راجہ پور" کے علاقے میں رات کے اندھیرے میں چھوڑ دیتے ہیں۔

اس طرح ان کے علاقے میں ان کتوں کی وجہ سے خوف وہراس پھیل جائے گا اور انکی ترقی رک جائے گی۔جب "راجہ پور" والوں کے لیے امید کی کرن ختم ہونے لگے گی تو ہم باقی دور والے گاؤں کو بلا کر "راجہ پور" والوں سے صلح کر کے انکا علاج کریں گے۔

اس طرح ان پر ہمارا احسان ہو جائے گا۔باقی گاؤں والوں کی نظر میں ہماری ترقی کی خبر پھیل جائے گی۔اس سازش کے تحت "وزیر آباد" والے اپنے منصوبہ کے مطابق اپنا فعل انجام دیتے ہیں۔مطلب پہلے شکاری کتوں کو زہریلے جانوروں اور سانپ سے ڈسوا کر بیمار کرتے ہیں۔

پھر ان کا علاج "راجہ پور" میں کرتے ہیں۔جب علاج کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔پھر اپنی منصوبہ سازی پر عمل کرتے ہیں۔ویسے رات کی تاریکی میں جنگل کے راستے کتے دوسرے گاؤں بھجوا دیتے ہیں۔وہاں کتے "راجہ پور" میں پہنچ کر جانوروں کو کاٹتے ہیں۔

پھر پالتو جانور گھریلو مالکان کو کاٹنے لگتے ہیں۔دوسرے گاؤں والے تو کتوں کو سازش نہیں سمجھتے ہیں۔وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ کتے اسی گاؤں کے ہی ہیں۔اچانک خوف وہراس اتنا پھیل جاتا ہے کہ لوگ گھروں میں محصور ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں نہیں جا پاتے۔یہ خبر سن کر قریبی گاؤں والے بھی قطع تعلق کر دیتے ہیں۔گاؤں "راجہ پور" کا سردار بہت پریشان ہوتا ہے۔ایک دن اعلان کرواتا ہے کہ اگر ایسے ڈر کر گھروں میں بیٹھے رہے تو ایک ایک کر کے ہم سب مر جائیں گے۔

ہماری نسلیں تباہ ہو جائیں گی۔ ہمارا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ سب ہمت کرو اور مل کر اس مشکل وقت کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ وہ ایک سمجھدار اور ذمہ دار انسان ہوتا ہے۔ جو سوچتا ہے کہ سب کچھ ممکن ہے۔ دشمن کی کوئی چال ہو تو ایسے موقع پر اگر ہم گھبرا گئے تو ہمیں خود کو اس مقام پر لانے کیلئے صدیاں لگ جائیں گی۔

اس طرح گاؤں کے لوگوں میں "سردار ہمت اور جذبہ جگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ گاؤں کے جتنے بھی جوان ہوتے ہیں۔ وہ رضا کارانہ طور پر اپنی قوم کی حفاظت کی مہم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ سب اپنی اپنی ذمہ داری سنبھال لیتے ہیں۔ کچھ لوگ جنگل میں "جڑی بوٹی" تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں اور شکاری کتوں کو علاقے سے دور نکالنے میں لگ جاتے ہیں۔ کچھ لوگ جانوروں کے علاج معالجے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تمام الجھنیں سلجھنے لگتی ہیں۔ بڑی تیزی سے حالات بہتر ہونے لگتے ہیں۔ لوگ گھروں سے نکل کر کام کاج میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

ادھر "وزیر آباد" کے گاؤں میں خبر پھیل جاتی ہے تو وزیر آباد کے سردار اپنا سر اونچا کرنے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے دوسرے گاؤں کے سرداروں کو بلا کر "راجہ پور" کے سردار کے پاس جاتے ہیں۔ انہیں احساس ہمدردی دیکھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے پاس اس کا علاج موجود ہے۔ ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن "راجہ پور" کے سردار کچھ وقت مانگتے ہیں۔ اپنے نوجوانوں سے اس معاملے میں بات کرتے ہیں۔ تو وہ سب کہتے ہیں ہم کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ سردار کچھ وقت مانگتے ہیں۔ اپنے نوجوانوں سے اس معاملے میں بات کرتے ہیں۔ تو وہ سب کہتے ہیں ہم کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

اور کافی لوگوں کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ ہم اپنی جان پر کھیل کر اپنی قوم کو بچائیں گے۔ اس لیے سردار صاحب! آپ "وزیر آباد" والوں کا احسان نہ لیں۔ اس طرح "راجہ پور" کے سردار شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے نوجوانوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں رخصت کرتے ہیں۔

اس "راجہ پور" کے جوانوں اور سردار کی ہمت دیکھ کر باقی گاؤں کے سردار داد دیتے ہیں۔ دشمن کے ارادے ناکام ہو جاتے ہیں۔ "راجہ پور" کے نوجوان دن رات ایک کر کے علاج ڈھونڈتے ہیں۔ اور مزید محنت کر کے خود کو مزید ترقی کی طرف گامزن کر لیتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ جفاکش اور محنتی قومیں یا قبیلے کسی بھی سازش یا مصیبت کے بعد پہلے سے بھی بڑھ کر اپنا مقام بلند کر لیتے ہیں۔ اور ایسا تبھی ممکن ہوتا ہے جب قوم کی رہنمائی کرنے والا دانا اور مضبوط ہو۔ ایسی قوم دشمن کے آگے نہیں جھکتی اور نہ ہی اس کا سربراہ۔

معزز قارئین! کہانی ختم ہوئی۔ مزید تبصرہ کرنا بے معنی ہے۔ ادھر ادھر نگاہ دوڑا کر دیکھیں گے تو آپ کو دنیا میں "وزیر آباد" اور "راجہ پور" انفرادی، سماجی اور عالمی سطح پر دکھائی دیں گے۔

”اتنا تو طے ہوا ہے کہ ڈرنے لگے ہیں آپ“

اتنا بھی خوف کیا ہے کہ مرنے لگے ہیں آپ
وہ دیکھیں، آگ دور ہے جلنے لگے ہیں آپ

ایمان بھی خدا پہ توکل بھی ہے اگر
سامان گھر میں کس لیے بھرنے لگے ہیں آپ

سازش ہے یا عذاب ہے یہ تو نہیں خبر
اتنا تو طے ہوا ہے کہ ڈرنے لگے ہیں آپ

سائنس پہ اپنی ساری امیدوں کو باندھ کر
رب کی نظر میں اور بھی گرنے لگے ہیں آپ

انساں کو جانچنا ہے تو کردار جانچیے
مذہب کو لے کے کس لیے لڑنے لگے ہیں آپ

ساجد محمود رانا

”کانا دجّال!!“

عرفان احمد خان اپنی کتاب پاکستان پہ کیا گزری؟میں لکھتے ہیں:۔
تحریک نظام مصطفیٰ کے نتیجے میں نظام مصطفیٰ تو نہ آیا ضیاء الحق جیسا کانا دجّال آ گیا،جس کا مُلّاؤں کو ہمیشہ انتظار رہا ہے۔ان دنوں مُلّاؤں کی جیب امریکی ڈالروں سے گرما گرم تھیں۔آئی ایس آئی کی Sponsord اذانیں دے دے کروہ فارم میں آئے ہوئے تھے۔ (پاکستان پہ کیا گزری؟از عرفان احمد)

”مولانا فضل الرحمان سے ٹاکرا“

محترمہ کلثوم سیف اللہ خان مرحومہ نے اپنی سوانح حیات ”میری تنہا پرواز“ میں مولانا فضل الرحمان کے متعلق لکھا ہے کہ:۔
”ان دنوں کے حوالے سے ایک اور واقعہ مجھے اکثر یاد آتا ہے۔ایک مرحلہ پر مولانا فضل الرحمان نے نواز شریف سے میرے بارے میں کہا:”میرا خیال ہے کہ بیگم صاحب آپ کے حق میں ووٹ نہیں بلکہ بے نظیر صاحبہ کو ووٹ دیں گی کیونکہ یہ تو خواتین کی آزادی اورحقوق کے لیے سرگرم رہتی ہیں۔“

اس پر نواز شریف نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:”بیگم صاحبہ!کیا آپ نے مولانا کی بات سنی“؟

میں نے جواب دیا:”مولانا جو کچھ کہہ رہے ہیں،وہ ان کا ذاتی خیال ہے جس پر میں کوئی رائے زنی کرنا مناسب نہیں سمجھتی لیکن میرا بھی ان کے بارے میں ایک خیال ہے“۔وہ کیا؟نواز شریف نے اشتیاق سے پوچھا۔

میں نے بیان کیا:”ایک بار میں محترمہ بے نظیر بھٹو سے ملاقات کے لیے ان کے دفتر میں گئی تو مولانا صاحب پہلے سے وہاں پر موجود تھے۔میں اس ملاقات میں مخل نہیں ہونا چاہتی تھی،لہٰذا میں نے کہا کہ میں دوبارہ آ جاؤں گی لیکن بے نظیر نے فوراً کہا:آنٹی!آپ تشریف لائیے۔یوں بھی آپ ایک ہی علاقہ کے لوگ ہیں،اکٹھے بیٹھ سکتے ہیں۔

اس پر میں وہاں بیٹھ گئی لیکن میں نے مشاہدہ کیا کہ محترمہ کی طرف دیکھتے ہوئے مولانا کی آنکھوں میں خاص چمک آ جاتی تھی۔وہ اپنی نگاہیں مسلسل محترمہ پر جمائے ہوئے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کی رال ٹپک رہی ہے۔لہٰذا میرا خیال ہے کہ مولانا کی حمایت کا مرکز تبدیل ہو سکتا ہے۔پھر میں نے مولانا سے مخاطب ہو کر کہا:جو میں نے بیان کیا،کیا یہ درست نہیں ہے؟

اس پر مولانا لاجواب ہو گئے اور ہنستے ہوئے پشتو میں کہا:”میں بہرحال جوان ہوں“۔

میں مولانا فضل الرحمان کی شخصیت اور سیاست کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی کہ کاش وہ اپنے والد مفتی محمود جیسے درویش منش اور قناعت پسند ہوتے۔

(میری تنہا پرواز از محترمہ کلثوم سیف اللہ خان مرحومہ(ہلال امتیاز)۔صفحہ ۱۶۳۔مرسلہ مبشر احمد خان۔لندن)

مشرق اُفق

کورونا وائرس: ربّ کا عذاب؟

میر افسر امان۔ اسلام آباد

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ”اگر بستیوں کے لوگ کے ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے“ (الاعراف:۹۶) مطلب کہ اگر لوگ اللہ کو اپنا رب مانتے۔ رسولوںؐ پر ایمان لاتے۔ اور تقویٰ یعنی گناؤں سے بچنے کی کوشش کرتے۔ تو اللہ آسمان سے رزق نازل کرتا اور زمین اپنے خزانے اُگل دیتی۔ یعنی آسمان سے پانی برستا، ڈیموں میں پانی کو ذخیرہ کیا جاتا۔ نہروں سے پانی زمینوں کو جاتا۔ زمین میں وافر مقدار میں اجناس پیدا ہوتیں۔ زمین سے تیل اور سونا جیسی معدنیات نکلتی اور ملکوں میں خوشحالی ہوتی۔ امن وامان ہوتا۔ انسان قدرتی آفت، کورونا وائرس اور دوسری موذی مرضوں سے محفوظ ہوتے۔

اگر انسان **اللہ سے بغاوت کا راستہ** اختیار کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ”اُس بڑے عذاب سے پہلے ہم اِسی دنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزا انھیں چکھاتے رہیں گے شاید کہ یہ (اپنی باغیانہ روش سے) باز آجائیں“ (السجدۃ۔۲۱)۔ یعنی روز جزا قیامت کے عذاب سے پہلے کورونا جیسی بیماریوں میں مبتلا کرنا۔ آپ دیکھیں کہ چین نے الیغور مسلمانوں پر پہاڑ سے زیادہ مظالم ڈھائے ہیں۔ اللہ کی مخلوق انسانوں پر حیوانوں سے بھی زیادہ ظلم کیا۔ ہم نے کچھ پوسٹس فیس بک پر دیکھیں جس میں چینی صدر، اب ندامت کا اظہار کرتے ہوئے، سر پر مسلمانوں کی طرح ٹوپی پہنے، مسجد کے اندر امام مسجد کے ساتھ مل کر اللہ سے دعائیں مانگ رہا کہ اللہ، کورونا وائرس کے عذاب سے چینی قوم کو بچا۔

مسلمانوں کو خاص کر ہدایت ہے کہ قدرتی آفات اور قحط سالی کے موقعہ پر، اپنے بال بچوں اور مویشیوں سمیت کھلے میدان میں آئیں۔ اللہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا کر کے اللہ سے اپنے گناؤں کی معافی مانگیں اور **عذاب ٹلنے کی دعا** کریں۔ مگر مسلمان اللہ سے مانگنے کے بجائے، غیر ملکوں کی حکومتوں اور بین الاقوامی اداروں سے امداد مانتے ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر، اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں

مصیبت میں بھی یاد خدا آتی نہیں ان کو
دُعا منہ سے نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں

قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو وجود بخشنے سے پہلے ازل سے ابد تک پیدا ہونے والوں کی روحوں کو پیدا کر کے ان سے کہا تھا کہ ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب انسانوں نے کہا آپ ہمارے رب ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں“۔ (الاعراف۔۱۷۱۔۱۷۲)۔ رب کے معنی ہدایت دینے والا۔ پالنے والا۔ رزق دینے والا۔ نگہداشت کرنے والا۔ یعنی صحت وتندستی کی زندگی دینا والا۔ پھر اللہ نے انسان کو وجود بخشا۔ پہلے سے موجود جنوں اور فرشتوں سے کہا کہ انسان کو سجدہ کرو یعنی انسان کی برتری کو مانوں۔ فرشتوں نے اللہ کے احکامات مانتے ہوئے آدمؑ کو سجدہ کیا۔ ابلیس رشیطان نے تکبر کیا اور انسان کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اللہ نے اس کی باز پرس کی۔ کہا کہ تم نے میری حکم عدولی کیوں کی؟ شیطان نے عذر پیش کیا۔ آپ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ مجھے آگ سے پیدا کیا۔ میں اس سے برتر ہوں۔ اللہ شیطان کے انکار پر اس سے ناراض ہوا۔ شیطان نے اللہ سے اس امر کی اجازت مانگی کہ وہ اللہ کے بندوں کو **اللہ کے احکامات** سے روکے گا۔ اللہ نے اسے صرف یہ اجازت دی کہ تو انسانوں کے دلوں میں صرف وسوسے ڈال سکے گا۔ سبز باغ دکھا کر اللہ سے بغاوت کی طرف راغب کر سکے گا۔ کسی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اللہ کا باغی نہیں بنا سکے گا۔ میرے نیک بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا۔ انسان کو بھی اس امر کی اجازت دی کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اللہ کو اپنا رب مانے اور چاہے تو اللہ کا انکار کر دے۔ اس کے بعد اللہ نے انسان اور شیطان کو اپنی حکمت کے مطابق زمین پر بھیجا۔ اور کہا کہ قیامت تک تمھیں یہاں ہی رہنا ہے۔ اللہ نے انسان کو خلیفہ بنا کر زمین میں بھیجا۔ اللہ کی ساری کائنات کے زمینی حصہ پر انسان اللہ کے احکامات کو اللہ کے بندوں تک پہنچائے گا۔ ہدایت کے لیے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ وں کو بھیجا۔ آخر میں حضرت محمد صلی علیہ وسلم آئے۔ رسولؐ اللہ نے اللہ کے احکامات کے

مطابق مدینہ کی اسلامی، فلاحی، جہادی ریاست قائم کی۔ جسے خلفاء راشدینؓ نے اُسی طرح چلا کر دنیا کو دکھایا۔ پھر یہ حکومت ایک ہزار سال سے زیادہ ۱۹۲۳ء تک ترک عثمانی خلافت قائم رہی۔

آج شیطان کے کہنے پر دنیا، اللہ سے بغاوت پر چل رہی ہے۔ طاقت ور کمزرو کے حقوق سلب کر رہے ہیں۔ عدل و انصاف نام کی کوئی چیز نہیں۔ لوگوں کی آزادیا چھین لی گئی ہیں۔ معاشرے ظلم و زیادتی پر گامزن ہیں۔ اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہے۔ بے حیائی عام ہوگئی ہے۔ زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ عورت جو صنف نازک ہے جس سے آگے نسل انسانی چلتی ہے۔ اس کو بچوں کی نگہداشت اور گھر کی ملکہ سے باہر نکال کر فیکٹریوں میں مزدوری اور بازاروں میں کام کاج پر لگا دیا گیا۔ عورت کو عریاں کر دیا گیا۔ اس سے صرف جنسی تعلق رکھا جاتا ہے۔ زنا عام ہوگیا ہے۔ ہم جنس پرستی اور فعل قوم لوطؑ کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔ یورپ اور امریکا میں سیکسی معاشرے کی وجہ سے چالیس فی صد حرامی بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ انسانیت سسک رہی ہے۔

اللہ کی بندگی جو انسانوں کی روحوں کے اندر شامل ہے۔ جسے اُوپر بیان کیا گیا ہے۔ جسے اللہ کے پیغمبرؑ انسانوں کو یاد بھی کراتے رہے ہیں۔ جو قرآن اور رسولؐ اللہ کی سنت صورت میں اب بھی موجود ہے۔ آج انسانیت اللہ سے بغاوت کر کے شیطان کے پیچھے چل رہی ہے۔ کیا اللہ کے احکامات سے ہٹ ایسے میں اللہ کی طرف سے عذاب کی شکل میں کورونا وائرس نہیں تو اللہ کے انعامات کی توقع کی جا سکتی ہے؟ اس کے علاوہ مسلمانوں کے شاندار دور حکومت سے خوف زدہ غیر مسلم ممالک مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں کہ وہ دوبارہ غالب ہو کر اللہ کا کلمہ بلند نہ کریں۔ کشمیر، بھارت، چین، برما، فلسطین، چیچنیا، بوسینیا، عراق، لیبیا، شام بلکہ دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں کو مولی گاجر کی طرح کاٹ دیا گیا ہے۔ اللہ کے بندوں پر ظلم کی انتہا ہو جائے تو کورونا وائرس جیسی بیماریاں آتی ہی رہیں گی۔ اس وقت کورونا دنیا کے پونے دوسو ملکوں میں پھیل چکا ہے۔ جس میں ایران بھی شامل ہے۔ ایران سے واپس آنے والے زائرین کی وجہ سے کورونا پاکستان میں داخل ہو چکا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ابھی تک کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ الحمداللہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں کورونا سے گھبرانا نہیں ہے۔ اس قدرتی آفت کا اللہ کے بھروسے پر اللہ کے احکامات پر عمل کر کے اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اسلام میں موت کا ایک وقت لکھا ہوا۔ اس وقت سے پہلے اور نہ بعد میں موت آنی ہے۔ اسلام کے احکامات ہیں کہ جس جگہ ایسی مرض پیدا ہو اس جگہ سے باہر نہیں جانا چاہیے۔ اسلامی نظریاتی کونسل، علماء اور وزیر اعظم پاکستان نے قوم سے خطاب میں جو مشورے دیے ہیں اُن پر عمل کرنا چاہیے۔ افواؤں پر کان دھرنے کے بجائے احتیاطی تدبیروں پر عمل کرنا ہے جو ہر روز میڈیا کے ذریعے بتائی جا رہی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔ اللہ سے معافی اور دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ کورونا وائرس کے عذاب سے پاکستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں کو محفوظ فرمائے آمین۔

”سوچ میں گم ہر بشر لگے ہے“

بدلا بدلا سا میرا شہر لگے ہے — نشۂ شرابِ عِصیاں کا اثر لگے ہے
سہمے ڈرے ہوئے ہیں مرغانِ شہر — سوچ میں گم ہر بشر لگے ہے
مزاجِ مذہب توہینِ انسان پر آمادہ ہے — دلِ شیخ شیطان کا گھر لگے ہے
جنت سے نکلوا دیا باوا آدم کو — شیطان میں کمال کا ہنر لگے ہے
مسیحا کی مسیحائی سے نگاہ پھیرتا ہے — شیخِ عصرِ حاضر کوتاہ نظر لگے ہے
باعثِ آزار بنے ہے جو انسان حسن — اس کی تربیت میں کسر لگے ہے

نوٹ: کسی بھی مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ پیشوا انٹرنیشنل کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

تمثیلِ سیاست

دَورِ جدید کے نمرودوں کے لئے کرونا وائرس !

(کرونا وائرس قیامت سے پہلے قیامت کی ریہرسل، انسان، کرونا اور دم توڑتی انسانیت ۔!!)

(تحریر: محمد اعظم عظیم اعظم)

شاید ابھی دورِ جدید کے نمرود کرونا وائرس کو عذابِ الٰہی تسلیم نہ کریں۔ کیوں کہ اِن کا دین دھرم تو اِن کی دولت اور پُرآسائش زندگی اور جدید ترقی یافتہ وہ سہولیات ہیں۔ جن کی بنیاد پر یہ اور دنیا بھر میں چار سو پھیلے ہوئے اِن جیسے اربوں انسان زندہ ہیں۔ جن کے نزدیک کائنات اور اِنسان کی تخلیق محض اتفاق ہے، جبکہ ہمارا بحیثیت مسلمان یہ ایمان ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ جو صدیوں سے قدیم نمرود کے دورِ جدید کے نمرودی شاگرد گردان کرتے ہیں۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں کا تو ایمان ہی یہ ہے کہ اَزل سے ہی کائنات یا کائناتوں اور انسان اور انسانوں کا تخلیق کرنے والا میرا اللہ ربّ العزت رہا ہے اور رہے گا۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جس زمانے میں بھی دولت اور طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر کسی نمرود نے اپنی خدائیت کا دعویٰ کیا؛ اُسے ربِ حقیقی اللہ ربّ العزت نے کبھی ایک لنگڑے مچھر سے یا کسی بھی شکل میں عذاب نازل کر کے نیست نابود کر ڈالا ہے۔ اِس موجودہ دور میں دنیا میں طاقت ور دولت کی گھمنڈ میں کئی نمرود اِن کے پیروکار اور چیلے چانٹے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو برملا خود کو سُپر طاقت منوانے کے لئے ہر اِس حد کو کراس کر چکے ہیں۔ اَب جہاں انہیں نکیل ڈالنے کے لئے اللہ کا عذاب کرونا وائرس کی شکل میں نازل ہو گیا ہے۔ اگرچہ، آج ساری دنیا میں جس رفتار سے یہ وائرس پھیل رہا ہے۔ اِس سے بہت سے ترقی یافتہ ممالک، آزاد خیال اور روشن خیال طبقہ اِس نقطے پر متفق ہے کہ یہ کسی ترقی یافتہ ملک کی کسی دوسرے ملک کو زیر کرنے کے لئے غلطی سے شرارت یا سازش تو ضرور ہو سکتی ہے مگر کسی بھی حال میں یہ تاریخ عالم کی طرح کا کوئی آسمانی عذاب نہیں ہو سکتا ہے۔ چلیں، تھوڑی دیر کو مان لیتے ہیں کہ یہ کسی سُپر طاقت ملک کی طرف سے پیدا کردہ شرارت یا سازش ہے؛ تو پھر اِس کا ابھی تک توڑ کیوں نہیں پیدا کیا گیا؟ جس ملک نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے اِسے پیدا کیا ہے؟ کیا اِسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اِس کے پھیلاوے کے بعد اِس سمیت دنیا کا اِتنا ستیاناس ہو کر بیڑا ہی غرق ہو جائے گا؟ جس کی چند صدیوں میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ میرے بھائیو! یہ اللہ ربّ العزت کی ربوبیت کے مخالفین اور اپنی جدید ترقی اور خوشحالی اور دولت کے گھمنڈ میں بھٹکے ہوؤں کا خود کو جھوٹی تسلی دینے کے سِوا کچھ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آج دنیا میں دولت اور طاقت کے گھمنڈ میں اللہ ربّ العزت کی حاکمیت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے سے انکاری دورِ جدید کے نمرودوں کی لمبی قطاریں موجود ہیں۔ بیشک، اِنہیں لگام دینے کے لئے کرونا وائرس عذاب بن کر نازل ہو گیا ہے اور چیخ چیخ کر نمرودوں سے کہہ رہا ہے اَب ہمت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو، اَب کرونا، کرونا مجھے ختم کرو اور مجھ سے مقابلہ کرنے اور مجھے زیر کرنے کے لئے اپنی دولت اور طاقت کا وہ استعمال جس سے تم کمزوروں کو خرید لیا کرتے تھے۔ لوگوں کی مجبوریوں کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ پھر ٹیشو پیپرز کی طرح اِنسانوں کو مار کر اور اِن کی معیشت کا بیڑا غرق کر کے پھینک دیا کرتے تھے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج اغیار سے دوستی کرنے والے بہت سے مسلم ممالک کے حکمران بھی اُسی ڈگر پر چل نکلے ہیں۔ جن پر ربِ تعالیٰ کی ربوبیت سے خائف جدید دور کے نمرود چل رہے ہیں بس مسلم ممالک کے حکمران اور عوام اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کر لیں اور حرام کھانے سمیت کرونا وائرس سے بچاؤ کے لئے ہر ممکن احتیاط برتیں، اللہ ربّ العزت سے اجتماعی توبہ کا اہتمام کریں اور اِس عذابِ الٰہی سے پناہ مانگیں۔ تو مسلمانوں پر اللہ کی رحمت نازل ہو گی اور اگر کہیں مسلمان کرونا وائرس سے ہلکا پھلکا متاثر ہو بھی جائیں۔ تو اِس سے گھبرانے یا خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ پر یقین رکھیں موت زندگی کا مالک اللہ ربّ العزت ہے۔ اگر اِس صورت میں ہی موت آ جائے؛ تو یہ بھی اللہ کی رحمت سے خالی نہیں ہو گی۔

پچھلے سال نومبر کے مہینے سے پہلے کیا کبھی اکیسویں صدی کے ترقی یافتہ انسان کے اربوں کے ہجوم نے سوچا تھا کہ یوں عنقریب ایک کرونا وائرس اِس کی ناک میں دم کر کے رکھ دے گا؛ جس کے سامنے اِنسانوں کی ترقی اور خوشحالی کے تمام دعوے ریت کے ڈھیر سے بھی کم تر حیثیت کے ہو جائیں گے۔ بیشک، ایسا تو کبھی کسی اِنسان کے گمان میں بھی نہیں آیا ہو گا کہ زمینِ خدا پر سُپر طاقت بننے کے دعوے دار

اِنسان کرونا وائرس کے سامنے اِتنے بے بس اور نادم ہو جائیں گے اور اپنا پھیلایا ہوا سب کچھ اپنے ہی ہاتھوں Dovid-19 سے ڈر کر سمیٹ لیں گے اور آئسولیشن کے لبادھے میں لپٹ کر بند کمروں میں قید ہونے میں ہی اپنی عافیت جانیں گے۔ گویا کہ آج کے اِنسان کو کرونا وائرس نے اِس کی فانی اوقات بتادی ہے اور اس گھمنڈی مٹی کے پتلے کا سارا غرور اور تکبر ایک کرونا وائرس نے خاک میں ملا کر تمام ظاہر و باطن ترقی اور خوشحالی کے دعووں کے علمبرداروں کو دھول چٹادی ہے، دنیا کے طول ارض میں ایک لمبے عرصے سے جتنے بھی معیشت کے بڑے بڑے برج قائم تھے۔آج ایک کرونا وائرس کی وجہ سے گمان سے بھی زیادہ تیزی سے پستی کی جانب سرک رہے ہیں۔امریکا سمیت تمام ترقی یافتہ اور ترقی پذیر و تیسری دنیا کے کئی ممالک کی معاشی اور اقتصادی صُورتِ حال قابل رحم درجے تک پہنچ چکی ہے۔ایسے میں جہاں اِنسان ڈرا سہا ہے، تو وہیں اِنسانیت کی بقاء کو بھی شدید خطرات لاحق ہیں۔ دنیا کے 140 کے قریب ممالک میں لاگ ڈاؤن کا عمل شدت اختیار کرتا جا رہا ہے جس سے تمام معاملات زندگی مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔ایسے میں واضح طور پر نظر آرہا ہے کہ سب کو اپنی سلامتی اور بقاء کی لگی پڑی ہے گویا کہ قیامت سے قبل قیامت والی نفسانفسی کی رہرسل Rehearsal جاری ہے۔جا بجا دنیا بھر میں شاپنگ مالز پر خریداروں کا ہجوم لگا ہوا ہے سب اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے ہر فرد اپنی دولت سے زیادہ سے زیادہ مادی اور اشیائے ضرور یہ خرید کر اسٹاک کر رہا ہے کسی کو اپنے سِوا اُن غریبوں اور مسکینوں کی فکر نہیں ہے جو غرب ہیں۔ یا خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔کیا کسی نے بڑے بڑے شاپنگ مالز اور بازاروں اور دکانوں میں اِن غریبوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ جن کے پاس دولت نہیں ہے؟ جو مٹھی بھر روز کماتے ہیں اور روز کھا لیتے ہیں۔کسی نے معاملات زندگی کو لاک ڈاون کرتے ہوئے یہ بھی خیال کیا ہے کہ اِن غریبوں اور مسکینوں لاچاروں کا کیا بنے گا جو ہوٹلوں اور ریسٹوانٹ کے سامنے سے صدقہ وخیرات لے کر اپنا اور اپنے کنبے کا پیٹ بھرتے ہیں۔اور اُن مزدروں کا کیا بنے گا؟ جو روز مزدوری کرتے ہیں؟ میرا اور آپ کا ادارہ تو پوری تنخواہ اور دیگر مراعات کے ساتھ چھٹیاں دے رہا ہے مگر؟ کیا یہ قیامت سے پہلے قیامت والی نفسانفسی کا عالم نہیں ہے؟ اوہ بھائی! ڈرو اُس وقت سے جب قیامت آن کی آن آکر دبوچ لے گی سوچو تب؟ کچھ بھی کام نہیں آئے گا۔سِوائے تمہارے اچھے اعمال اور رب تعالیٰ اللہ رب العزت پر ربوبیت کے یقین اور ایمان کل اثاثہ ہوگا۔

”کشتی مسیحا کی“

کیا کہتا ہے 'کورونا' محسوس کیا لوگو ! | اللہ سے غفلت پر ملتی ہے سزا لوگو!
کس جُرم پہ حشر اُٹھا ہر سمت مصائب ہیں | غصّے میں بھرا ہے وہ کچھ غور کیا لوگو!
طوفانِ حوادث ہیں منہ پھاڑے ہوئے ہر جا | وہ رحم کا عادی ہے کیا اُس کو ہوا لوگو!
اُلٹاتا ہے کیوں مولا بستی ہوئی بستی کو | پکڑی نہیں کیوں عبرت کیا تم کو ہوا لوگو!
وہ کون سی لعنت ہے جس کو نہیں اپنایا | بے راہ روی پر وہ ہوتا ہے خفا لوگو!
قرآن میں جو باعث لکھے ہیں عذابوں کے | سب آج ہوئے یکجا کیا ہم نے کیا لوگو!
اک قوم تباہ کر کے لے آتا ہے وہ دوجی | سوچو تو کسی نے تھا اِنذار کیا لوگو!
پہلے وہ جگاتا ہے سو بار جگاتا ہے | پھر بھی نہ اگر جاگیں دیتا ہے سُلا لوگو!
ہر سمت فحاشی کا ، عریانی کا سونامی | لا دینی کا سونامی ہے در پہ کھڑا لوگو!
اب کشتی مسیحا کی طوفاں سے بچائے گی | جب فیصلہ آ جائے پھر کون بچا لوگو!

کلام: امۃ الباری ناصر صاحبہ۔آف امریکا

سچ کو نظم کرنے والا شاعر۔۔۔عمران سلیم

محمد نعیم یاد۔۔۔جوہر آباد

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

یہ کوئی آج سے تین برس قبل کی بات ہے جب لاہور میں ناصر باغ چوپال میں منعقد کیے گئے ''اُستاد عشق لہر'' میلے میں شرکت کا پہلی بار موقع ملا۔ جہاں ہماری طرح پنجاب کے دور دراز علاقوں سے آئے گئے شعراء اور ادیب موجود تھے وہیں لاہور کے کئی مقامی شعراء اور ادیب بھی اس محفل کی رونق تھے جن سے بالمشافہ ملاقات کا شرف پہلی مرتبہ حاصل ہوا۔ کئی اہم شخصیات سٹیج کی زینت بھی تھیں۔ سٹیج پہ جب آئے گئے مہمانوں کا تعارف ہوا تو میرے تعارف میں منشا یاد صاحب کا نام سنتے ہی ایک صاحب سٹیج سے اُٹھے اور سیدھا میری طرف آئے اور مجھے سینے سے لگا کے بولے ''تمھارے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ منشا یاد صاحب سے تمھارا رابطہ رہا ہے۔ اَدبی سطح پہ منشا یاد صاحب کا نام بہت بڑا ہے۔'' بھری محفل میں مجھے اتنی محبت اور چاہت سے ملنے والے یہ صاحب عمران سلیم تھے۔ جو لاہور کے مقامی شاعر تھے۔

زندگی میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں جو اپنی پہلی ملاقات میں اپنے آپ کو آپ کا گرویدہ بنا لیتے ہیں اور ان سے ملنے کے لیے آپ کا من بار بار چاہتا ہے۔ عمران سلیم ایک ایسی ہی سحر انگیز شخصیت تھے۔ ان کی شخصیت کی سب بڑی خوبی ان کی سادگی اور انکساری تھی۔ جس سے ملتے وہ ان کی محبت کا ہمیشہ مقروض رہتا۔ یقیناً وہ ایک ایسے رانجھے تھے جو سب کے سانجھے تھے۔ تمام ملنے والوں سے اخلاق اور اخلاص سے بھرپور برتاؤ کرنا ان کا شیوہ تھا۔ اس میں وہ اپنے یا بیگانے کی تفریق کے قائل نہ تھے۔ دلوں کو مسخر کرنا انھیں خوب آتا تھا۔ جو بھی ان سے ایک بار مل لیتا وہ ان کی وضع داری اور حسن سلوک کا شیدائی ہو جاتا تھا یہاں تک کہ وضیع لوگوں سے بھی انھوں نے کبھی دل برا نہ کیا۔ ان کا پیغام سب سے محبت اور خلوص پر مبنی تھا۔

عمران سلیم ۱۶ جون ۱۹۵۸ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایک مشکل حالات میں گِھری زندگی گزاری، مگر کبھی صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ

چھوڑا۔ اپنی محنت سے اپنے بچوں کو نہ صرف پال پوس کر بڑا کیا بلکہ انھیں کامیابی کے ساتھ اپنے پاؤں پہ کھڑا کیا۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ انھیں کام کے لیے اپنے شہر سے دور کراچی میں ۸ سال گزارنے پڑے۔ ان سب حالات کے باوجود کبھی انھوں نے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا۔ ایک چھوٹی سی دکان چلاتے رہے اور اپنی زندگی کا ایک ایک ورق خوبصورت طریقے سے سجاتے رہے۔

عمران سلیم کی مادری زبان اُردو تھی مگر اس کے باوجود انھوں نے اُردو کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان میں بھی اپنا نام بنایا۔ انھوں دونوں زبانوں میں یکساں مہارت کے ساتھ شاعری کی۔ انھوں نے اُردو اور پنجابی کے اٹھارہ شعری مجموعے تخلیق کیے جن میں کئی نعتیہ مجموعے بھی شامل ہیں۔ طلوعِ اَدب میں شائع ہونے والے اپنے انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں وہ کہتے ہیں ''میری مادری زبان اُردو ہے اس کے باوجود مجھے پنجابی زبان بہت پسند ہے اور میں اللہ کے فضل و کرم سے دونوں زبانوں میں شعر کہتا ہوں۔ صنف کے حوالے سے مجھے حمد اور نعت لکھنے میں بہت سرور ملتا ہے۔ باقی غزل، نظم، گیت، رباعی حتیٰ کہ کوئی ایسی صنف نہیں ہے جس میں طبع آزمائی نہ کی ہو۔''

عمران سلیم پنجابی کے نامور شاعر منظور وزیر آبادی کے شاگرد تھے۔ جب کہ شاہد عباسی ان کے اکلوتے شاگرد ہیں جن کا پنجابی غزل کا چھوٹی بحر میں پہلا مجموعہ ''منظر بدلن والا اے'' شائع ہو چکا ہے۔ نئے نوجوان شعرأ کے حوالے سے وہ کہتے تھے کہ ''آج کا نوجوان شاعری سیکھنا ہی نہیں چاہتا۔ مصرعے سے مصرعہ گرہ کرنا شعر نہیں۔ اس کی بھی باقاعدہ تربیت ہوتی ہے۔ اور ہاں جو لوگ تربیت کر سکتے ہیں ان کے اندر اخلاص نہیں رہا۔ ورنہ بے ڈھنگے شاعر کم اور اچھے شاعر زیادہ ہوتے۔''

عمران سلیم ادبی محفلوں میں ہمیشہ مرکزِ نگاہ بنے رہتے۔ مشاہیرِ ادب ہوں یا نوجوان

اہل قلم سب ان کی عزت وتکریم کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔ مجھے یاد ہے جب میرا افسانوی مجموعہ ''چند اُداس کاغذ'' تکمیل کے مراحل میں تھا تو میں نے عقیل شافی بھائی سے درخواست کی کہ عمران سلیم صاحب کے خیالات اس کتاب پہ لکھوانے ہیں۔ یہ ان کی محبت تھی کہ انھوں نے مسودہ موصول کر کے پہلی ہی فرصت میں اپنے خیالات کا اظہار احسن طریقے سے لکھ کر مجھے ارسال فرمایا۔

عمران سلیم زندگی کی اس دوڑ میں اپنا سفر پورا کرتے کرتے شدید علیل ہو گئے۔ کئی ماہ ہسپتال میں رہے۔ اس حالت میں بھی جب بھی کوئی دوست ان کی عیادت کے لیے آتا ان سے محبت بھرے برتاؤ سے پیش آتے۔ ایک دن عقیل شافی بھائی جب ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو فون پہ میری اُن سے بات کروائی۔ بہت خوش ہوئے نئی کتاب کی مبارک باد دی اور خوب لکھنے کی تلقین کی۔ پھر کہنے لگے ''اچھا نعیم یاد! میرے سے اب بولا نہیں جا رہا'' یہ میری ان سے فون پہ آخری بات تھی۔

پیڑ کو دیمک لگ جائے یا آدم زاد کو غم
دونوں ہی کو امجد ہم نے بچتے دیکھا کم

زندگی اور موت کے راز ہائے سربستہ کی گرہ کشائی کون کر سکا ہے۔ موت ایک ایسا درد لا دوا دے جاتی ہے جس کا مداوا کبھی ممکن نہیں۔ یہ ایک ایسا زخم ہے جس کے اندمال کی کوئی صورت موجود نہیں۔ تقدیر کا سب سے بڑا ستم یہ ہے کہ یہ ہر لمحہ ہر گام تمام انسانی تدبیروں اور منصوبوں کے پرخچے اڑا کے رکھ دیتی ہے تمام حقائق خیال وخواب بن جاتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ وہ لوگ جنھیں دیکھ کر ہم جیتے ہیں وہ جب آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں تو زندگی ایک جبر مسلسل کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔ زندگی تو مر مر کے جیے جانے کا نام ہے۔ اس فلک پیر نے ہمیں کس قدر جان لیوا صدمات سے دوچار کر دیا ہے ان کے تصور ہی سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

لوح مزار دیکھ کر جی دنگ رہ گیا
ہر ایک سر کے ساتھ فقط سنگ رہ گیا

یہ ۸ دسمبر کا دن تھا جب عقیل شافی بھائی سے فون پہ بات ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ علم وادب کا یہ نیر تاباں لاہور کے افق سے عدم کی بے کراں وادیوں کی جانب غروب ہو گیا۔ اتنے بڑے استاد شاعر کا زینۂ ہستی سے اُتر جانا ایک بہت بڑا سانحہ ہے ان کی رحلت پر بزم اَدب برسوں تک سوگوار رہے گی۔ یہ عظیم تخلیق کار لاہور کے شہر خموشاں میں ابدی نیند سو رہا ہے۔

عمران سلیم جب تک زندہ رہے انھوں نے خوب لکھا انھوں نے اُردو پنجابی کے جو اٹھارہ مجموعے پیش کیے ان میں ''پاگل پنچھی سوچاں دے، سینے اندر شور پیا، مہکا ہوا صحرا، فیر شاخاں تے بُور آیا، یہ خط سنبھال کر رکھنا، بے نظیر نظمیں، اک جگنو دی رشنائی، گلزارِ غزل، ثناء خوانِ محمدؐ، پتھراں دے وچ پھُل کھڑے، نسخہ کیمیاء، میں سچ کو نظم کرتا ہوں، چراغِ عشقِ محمدؐ، قلم میرا سوالی ہے، غزل میری غزل ہے، سُکے پھُل کتاباں وچ، پتھراں دے وچ ہیرا، اور نور ہی نور ہے، شامل ہیں۔ عقیل شافی بھائی کے مطابق مزید پانچ کتابوں کے مسودے وہ اپنے بیٹوں کے حوالے کر گئے ہیں۔ یقیناً یہ ان کی بہت بڑی ادبی کاوش ہے جس کو سراہنا بہت ضروری ہے۔ سب سے بڑھ کے میرے خیال میں یونی ورسٹیز کو اُردو اور پنجابی دونوں حوالوں سے عمران سلیم کے کام پہ تحقیقی اور تنقیدی مقالہ جات کا کام کروانا چاہیے۔ بلا شبہ ان کا تمام تر کام ان کے فن کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ اس سلسلے میں وہ عقیل شافی صاحب سے رابطہ کر سکتے ہیں جو ان کی تمام کتب مہیا کر دیں گے۔

عمران سلیم اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ ان کی یادیں تا ابد موجود رہیں گی۔ اردو اور پنجابی ادب کے فروغ کے لیے ان کی خدمات کو تاریخ ادب میں آب زر سے لکھا جائے گا۔ ان کی یاد اس قدر خوب ہے کہ اسے دل سے بھلانا بعید از قیاس ہے۔

تمھاری یاد کے زخم جب بھرنے لگتے ہیں
کسی بہانے تمھیں یاد کرنے لگتے ہیں

نمونہ کلام عمران سلیم

ترے شفاف ماتھے پر شکن اچھی نہیں لگتی
محبت میں ذرا سی بھی چبھن اچھی نہیں لگتی
سماعت کو بھلا لگنے لگے جب شور گھنگھرو کا
تو پھر پازیب کی چھن چھن چھنن اچھی نہیں لگتی
انھیں یہ چاہیے پرکھیں صداقت اپنے خوں کی وہ
جنھیں پردیس میں خاک وطن اچھی نہیں لگتی
تبھی تو چیختی چنگھاڑتی آتی ہے صحرا سے
ہوا کو زرد موسم کی گھٹن اچھی نہیں لگتی
ضروری ہے جلن ایسی جلا بخشے جو جذبوں کو
جو جذبے راکھ کر دے وہ جلن اچھی نہیں لگتی
گراں تم کو گزرتا ہے ہمارے روبرو رہنا
تمہارے بعد ہم کو انجمن اچھی نہیں لگتی
سلیم آغاز سے پہلے اگر دل ٹوٹ جائے تو
سفر اچھا نہیں لگتا لگن اچھی نہیں لگتی

سفرِ حرمین شریفین !(سفرنامہ)

(تحریر: حافظ عتیق الرحمٰن، ناظم وحدانی نظام تعلیم فورم پاکستان)

4 نومبر 2019ء کو اللہ جل شانہ نے ہمیں یہ سعادت بخشی کہ علامہ اقبال ائیر پورٹ لاہور سے بذریعہ گلف ائیر پہلے بحرین پھر بحرین سے جدہ کا سفر کا آغاز سہ پہر سوا تین بجے شروع ہوا اور اس سفر کا اختتام مختصر بحرین میں ٹرانزٹ کے وقفہ اور احرام کو زیب تن کرنے کے وقفہ کے بعد بحرین سے جدہ کے لئے بعد از نماز مغرب روانہ ہوئے اور رات دس بجے کے قریب جدہ ائیر پورٹ پر پہنچے۔ سفری دستاویزات کی چیکنگ کے بعد بذریعہ بس ہم جدہ سے مکہ مکرمہ پہنچا دیئے گئے۔

مکہ مکرمہ کی دہلیز پر پہنچتے ہی خوشی و مسرت اور شادمانی کی بدولت آنکھیں اشک بار ہو گئیں کہ جن واقعات و قصص کو جس مقام احترام کا تذکرہ زندگی بھر کتابوں میں پڑھا اور فرض نمازوں، نماز جمعہ اور عیدین میں جس طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے آج اس کو اپنی گناہگار آنکھوں سے خانہ خدا اور ارض مقدس کی زیارت کر رہا ہوں۔ ہوٹل میں پہنچ کر ضروری سامان رکھنے کے فوراً بعد حرم مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور اذان تہجد کے عین بیچ مسجد الحرام میں داخل ہونے کے بعد جب پہلی نگاہ بیت اللہ پر مرکوز ہوئی تو زندگی بھر کی لغزشوں کے دروازے وا ہو گئے اور یہ خیال متحضر ہوا کہ اللہ جل جلالہ کس قدر رحیم و غفور ہے کہ ہمہ جہتی گناہ و نافرمانیوں کے باوجود بھی اپنے گھر میں حاضر ہونے کا موقع جیتے جی عنایت کر رہا ہے۔ اس کا بدیہی تقاضا ہے کہ انسان آج اللہ کے حضور دل کھول کھول کر اپنی خطاؤں کی معافی طلب کرے کیونکہ روئے زمین پر اس سے بہتر دعاؤں قبولیت کا مقام کوئی بھی نہیں۔ اللہ جل شانہ کے بے حد و حساب احسانات سے کندھے جھک چکے تھے۔ اور اس عالم میں اپنے اور اپنے عزیز و اقارب اور معاونین جامعہ اصحاب صفہؓ کے حق میں دعا کی۔ اور دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد حجر اسود کے سامنے سبز لائیٹ اس کے بالکل سیدھی نصب ہے سے طواف بیت الحرام کا ارادہ کرتے ہوئے والدہ کی معیت میں استلام کر کے طواف شروع کر دیا۔ طواف سے فراغت کے بعد مقام ابراہیم کے سامنے دو رکعت نماز نفل شکرانہ کے ادا کئے اور پھر صفا مروہ کی سعی کی طرف ملتفت ہوا۔ دوران سعی صفا و مروہ اذان نماز فجر ہوئی اور نماز کے قیام سے پہلے تین چکر مکمل کر چکا تھا اور نماز کے بعد باقی سعی مکمل کی۔ فراغت سعی کے بعد اشراق کے وقت نوافل ادا کر کے آب زمزم پینے کے بعد حجام کے پاس جا کر میں حلق کرایا اور امی نے مروہ پر موجود عورتوں سے بال کتروائے۔ یوں ہمارا پہلا عمرہ مکمل ہوا تو دل دو دھاروں کے بیچ مچل رہا تھا کہ ایک طرف اپنے گناہوں اور معاصی پر پشیمانی تھی تو دوسری طرف عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کی خوشی و مسرت۔ مکہ مکرمہ میں پہلے چار روز کے قیام کے دوران دو عمروں کی سعادت حاصل ہوئی، والدہ کی گھٹنوں کی تکلیف اور سفری تھکاوٹ کے سبب حسب توفیق پنج وقتہ نمازوں کے بعد طواف کا بھی اہتمام کرتے رہے۔ ایک جدہ سے مکہ پہنچنے کے بعد دوسرا مسجد جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر۔ فتح مکہ کے بعد آپ ؐ نے جب طائف کو فتح کیا تو اس موقع پر صحابہ کرام نے وہیں سے احرام باندھ کر عمرہ کی نیت کی تھی۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو والدہ محترمہ فرمانے لگیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ہے کہ میں نے خواب کی حالت میں جو جو منظر و راستہ اور میٹھے کا انداز دیکھا تھا آج اس کی عملی تعبیر میری نظروں کے سامنے ہے۔ مدینہ منورہ میں ظہر کی نمار کے بعد پہنچے۔ سفری دستاویزات پر درج ہوٹل میں سکونت کی بجائے دوسرے ہوٹل منتقل کرنے کا فیصلہ کیا تو وہاں پر موجود انتظامیہ کے نوجوان متعرب تھے جس کی وجہ سے ان کے ساتھ بدمزگی کا واقعہ رونما ہوا تو مدد کے لئے سعودی وزارت مذہبی امور کی جانب سے معمور حجاج و عمرہ زائرین کی خدمت پر مامور رابطہ نمبر پر رابطہ کیا تو کچھ وقفہ کے بعد دو مستعد اہلکار پہنچے اور انہوں نے بعد از کلام کے ہمیں اپنے طے شدہ ہوٹل خدا بخش ہوٹل منتقل کیا۔ اس درمیان عصر و مغرب کی دو نمازیں ہم مسجد نبوی میں ادا کرنے سے محروم ہو گئے۔

خدا بخش ہوٹل مسجد نبویؐ اور مسجد قباء کے درمیان میں واقع تھا۔ عشاء کی نماز مسجد نبویؐ میں جا کر ادا کی اور نماز سے فراغت کے بعد روضہ محبوب خدا، وجہ تخلیق کائنات سیدنا محمدؐ پر ہدیہ عقیدت اور صلاۃ و سلام پیش کرنے کے لئے باب السلام سے راہداری سے گزرنے کی سعادت حاصل کی، جہاں پر آپؐ کے مرقد اطہر، خلیفہ اول

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور خلیفہ عادل حضرت عمر بن الخطابؓ پر ہدیہ سلام پیش کیا۔ مدینہ منورہ میں دس روز قیام تھا جس میں برابر کوشش کرتے رہے کہ پنج وقت کی نماز مسجد نبوی اور خاص طور پر حدود مصلیٰ نبی مکرمؐ میں جا کر نماز ادا کروں اور ریاض الجنۃ میں نفل نمازوں کی ادائیگی، اصحاب صفہ کے چبوترہ، آپؐ کے روضہ اطہر سے متصل مقام صلوٰۃ النبیؐ اور باب جبرائیل کی طرف الغرض روضہ رسولؐ کے سہ طرفہ نماز کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران جبلِ خندق، جبلِ احد، مساجد خلفاء اربعہ، مسجد بلالؓ، مسجد قبلتین، حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مسکن کے علاقہ، حضرت سیدنا سلمان فارسیؓ کے باغ، مسجد الجمعہ، باغ مدینہ وغیرہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ مسجد قباء جو ہجرت نبی اکرمؐ کے بعد دخول مدینہ کے ساتھ سب سے پہلے تعمیر کی گئی اور آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی شخص مسجد قباء میں دو رکعت نماز نفل ادا کرے اس کو مقبول عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد قباء میں دو مرتبہ بعد از نماز اشراق حاضری کی سعادت حاصل کی۔ مسجد نبویؐ سے متصل قبرستان جنت البقیع واقع ہے جس میں ہزاروں صحابہ و اہل بیت النبیؐ اور تابعین و سلف صالحین آرام فرما ہیں، وہاں بھی تمام آرام فرمانے والوں کے لئے دعا کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران زیادہ تر وقت مسجد نبوی میں تلاوت قرآن حکیم اور حلقہ دروس میں حاضری کی سعادت میسر رہی۔ مدینہ منورہ میں دیرینہ مشفق و مربی اور ہمسفر پیر حافظ عمر فیصل آباد والوں سے بھی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ مسجد نبوی میں عرب ممالک کے محبین اسلام اور عشاق رسولؐ مصر، الجزائر، مراکش، مغرب وغیرہ کے کئی احباب سے عربی زبان میں تبادلہ خیال کر کے دلی مسرت ہوئی۔ دس دن کے قیام کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو مقام ذوالحلیفہ پر مسجد شجرہ اسے مسجد ذوالحلیفہ بھی کہتے ہیں میں نماز مغرب ادا کرنے کے ساتھ عمرہ کے لئے احرام باندھنا تھا۔ اسی مسجد میں ایک جیسی راہداریاں ہونے کی وجہ سے والدہ وہاں پر لاپتہ ہو گئیں۔ بڑی تلاش کے بعد خادمین مسجد کی مدد سے والدہ تک رسائی حاصل کی۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد تیسرا عمرہ ادا کیا۔ مکہ مکرمہ میں بھی زیارتوں کی سعادت حاصل کی۔ غار ثور، غار حراء، مسجد جعرانہ، مسجد الجن، مسجد الفتح، مقبرہ عدل، جنت المعلیٰ، جبل رحمت، عرفات و منیٰ، مزدلفہ، مسجد نمرہ و مسجد مشعر الحرام حج کے مناسک ادا کرنے کے مقامات کی زیارت کی۔ حرمین شریفین کے سفر میں حجر اسود کو بوسہ دینے، حطیم میں نوافل ادا کرنے، ریاض الجنۃ میں نوافل کی ادائیگی اور دو قرآن پاک کی تکمیل کی سعادت حاصل کرنا زندگی کی تمام تر کامیابیوں سے بلند تر خوشی و راحت کا موجب سمجھتا ہوں۔

سفر عمرہ سے 23 نومبر کو واپسی ہوئی مکہ سے جدہ اور جدہ سے بحرین، جہاں آٹھ گھنٹے کے استراحت کے بعد بحرین سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے اور شام ساڑھے سات بجے علامہ اقبال ایئر پورٹ پہنچے جہاں پر بیٹی عزیز، قریبی عزیز قاضی محمد قاسم اہلخانہ کے ہمراہ استقبال کیا۔ سفر عمرہ میں مکہ مکرمہ میں محمد ظفر سیالکوٹ والوں کی معیت حاصل رہی، بحرین میں محمد منظور جدھڑ آف سرگودھا والوں سے تعارف ہوا۔ بحمدہٖ تعالیٰ سفر عمرہ بخیر و عافیت اختتام کو پہنچا۔ عمرہ کے سفر کے متمنی احباب کو چاہیے کہ شیئرنگ اور شٹل سروس والے پیکجز سے احتراز کریں کیوں کہ اس کی وجہ سے مکہ و مدینہ میں رہائش و نقل و حمل سمیت متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ تجربہ و مشاہدہ سے یہ بھی سبق حاصل ہوا ہے کہ جو احباب اذکار و وظائف عمرہ اور آداب عمرہ و آداب زیارت مقامات مقدسہ سے ناآشنا ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے قرب و جوار کے حجاج و معتمرین یا پھر علماء کرام سے ایک ہفتہ سبق حاصل کر کے جائیں تاکہ ہزاروں میل سفر کا مقصد اصلی اجر و ثواب حسب استطاعت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ عمرہ و حج کے دوران یا نمازوں کے اوقات میں اور ریاض الجنۃ کی زیارت کے وقت موبائل فون کا کثرت سے استعمال عبادت و ریاضت سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتا ہے۔ منع کرنے کے باوجود بھی موبائل استعمال کرنے پر استمرار رہتا ہے جو کہ معیوب عمل ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ موبائل کے استعمال کی بجائے ذکر اذکار اور تلاوت قرآن حکیم اور آقائے نامدارؐ پر صلوٰۃ سلام پڑھنے کے ساتھ مکہ میں حضرت مولانا مکی کے حلقہ درس میں شریک ہونا چاہیے اور مدینہ میں بھی دروس قرآن و دروس حدیث کے حلقوں میں شرکت باعث خیر و برکت ہے۔

سفر حرمین شریفین میں ایمان و ایقان کو تمازت ملتی ہے، انسان کی زندگی بھر کی خوشیوں اور مسرتوں کی ابتداء و انتہاء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت میں مضمر ہے۔ سفر حرمین کرنے کی سعادت قابلیت کی بنیاد نہیں بلکہ قبولیت کی بنیاد پر حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ حرمین شریفین میں نصرت الٰہی سے خوب متمتع ہونے کا موقع میسر آیا اور رب کریم کے حضور کی جانے والی ہر استدعا و درخواست

قبولیت میں دقیقہ بھر بھی تاخیر نہیں ہوئی۔ بہت سے زائرین کی جانب سے بے اعتدالیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں جن کی وجہ سے اس مبارک سفر کے اجر وثواب کے زائل ہونے کا قوی امکان ہے۔ان میں سے یہ کہ حرم مکہ میں دوران عمرہ مرد حضرات حجر اسود کو بوسہ دینے کی

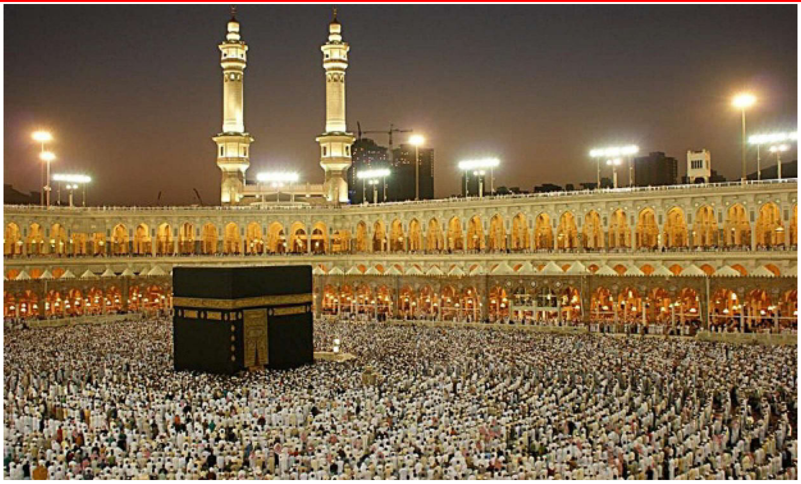

ہوتے وقت **ادب و آداب** سے تہی دامنی بھی اعمال کے ضیاع کا موجب بن سکتا ہے۔ سفر حرمین پر گئے ہوئے بہت سے معتمرین کو عرب شیوخ کی جانب سے لگائے جانے والے دستر خوان، بطور اجر وثواب تسبیح و

کوشش کرتے ہیں جو کہ سعادت مندی کا مظہر ہے تاہم دقت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب **حالت احرام میں یا دھکم پیل سے** اس سعادت کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔اسی طرح خواتین کی جانب سے حجر اسود کو بوسہ دینے کی پاداش میں پردہ کی پامالی و بھیڑ میں گزند پہنچنے کا قوی امکان ہے جس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔اصل مسئلہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ حجر اسود کو بوسہ دینا سنت اور تکریم انسان کو بحال رکھنا فرض ہے،سنت کے حصول میں فرض کو ترک کرنا دانشمندی نہیں۔اسی طرح حطیم میں نماز ادا کرنے اور غلاف کعبہ کو تھامے رکھنے،ملتزم، رکن یمانی پر بھی ہوشربا بے اعتدالیوں کے مظاہر وقوع پذیر ہوتے ہیں جن سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔اسی طرح مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ میں ریاض الجنۃ میں داخل

مسواک، کھجور وغیرہ کی تقسیم میں چھینا جھپٹی کرتے دیکھا تو دل کو تکلیف ہوئی یہاں تک کہ حالت احرام میں لوگوں کو بھیک مانگتے دیکھا تو شرمندگی و سکی ہوئی کہ پاکستانی زائرین عربی و عجمیوں سے بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔جس کی وجہ سے اہلیان پاکستان کی تزلیل ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو اپنے اور اپنے حبیبؐ کے گھر میں بار بار حاضری کی سعادت عنایت فرمائے۔آمین

اب کہیں بولتا نہیں غیب جو کھولتا نہیں
ایسا اگر کوئی خدا تم نے بنا لیا تو کیا
جو ہے خدا کا آدمی اس کی ہے سلطنت الگ
ظلم نے ظلم سے اگر ہاتھ ملا لیا تو کیا

عبیداللہ علیم

اعلان برائے اشتہارات

کاروبار کی ترقی کے لیے اشتہارات کی اشاعت عصر حاضر میں کاروباری حضرات کی اہم ضرورت ہے۔ادارہ پیشوا نہایت کم قیمت پر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حاضر ہے۔

A.4۔ فل سائز۔ کلر۔ 150£ ہاف پیج۔ کلر۔ 80£ کوارٹر پیج۔ کلر۔ 50£

پیشوا میں اشتہارات شائع کروانے کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں

رانا عبدالصمد خاں 07792998973

برصغیر پاک وہند(مسلمانوں کی حالت زار)

مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار

تحریر: رانا محمد حسن خاں

قسط11

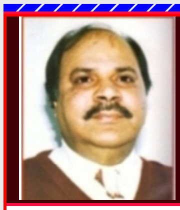

معزز قارئین! آیئے دیکھتے ہیں کہ انیسویں صدی عیسوی کے آخر اور بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی طور پر کیا حالت تھی۔

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری صاحب لکھتے ہیں:۔

''سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اُٹھ چکا ہے۔فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں،مگر واللہ دِل سے اسے معمولی اور بہت معمولی اور بےکار کتاب جانتے ہیں۔۔۔۔ہمارے ہاں بڑا مولوی وہ بنایا جاتا ہے جو صرف و نحو کی کتابیں پڑھنے کے بعد فقہ،منطق،حدیث کی مقررہ کتابیں پڑھ لے اور فرضی امتحانوں میں پاس ہوجائے۔بس اس کے سرپر دستار فضیلت بندھ جاتی ہے ۔کوئی یہ نہیں دریافت کرتا کہ جب تُو نے قرآن مجید ہی نہیں پڑھا اور اس کا امتحان پاس نہیں کیا تو مولوی کس طرح بن گیا۔۔۔غرض ایک آفت ہے جو چاروں طرف چھا رہی ہے اور ایک مصیبت ہے جس نے اسلامی دنیا پر تاخت کر رکھی ہے یقیناً بلاشک اور لاریب قرآن مجید مطلقاً چھوڑ دیا گیا ہے۔وہ صرف جزدانوں میں بند ہے یا طاقوں میں رکھا ہے یا بچے پڑھتے ہیں۔۔۔۔ہم نے کتاب اللہ کو بالکل بھلا دیا،ہم اسے پڑھتے ضرور ہیں مگر ایسا پڑھنے سے اگر نہ پڑھیں تو ہزار درجہ بہتر ہے۔۔ہماری مساجد میں رمضان کے دنوں میں قرآن مجید پڑھے جاتے ہیں اور خاص ہندوستان میں آیک ہی مہینہ میں لاکھوں قرآن مجید ختم ہوجاتے ہیں مگر نہ بد نصیب پڑھنے والا سمجھتا ہے اور نہ سننے والے،وہ بھی اندھوں کی طرح پڑھتا ہے اور سننے والے بھی اندھے ہوتے ہیں۔'' (اخبار اہلحدیث امرتسر۔شمارہ نمبر۳۳۔۱۴جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۶)

مشہور اخبار زمیندار کے کرتا دھرتا مولوی ظفر علی خان صاحب لکھتے ہیں:۔

جب ہندوستان کی گردن سے انگریزی غلامی کا طوق لعنت اتر جائے گا تو سات کروڑ ہندی مسلمان ہی نہیں بلکہ چالیس کروڑ مسلمانان عالم حقیقی معنوں میں آزاد ہوجائیں گے۔۔جب ہندوستان کے مسلمان باری تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو مسلمانان عالم کی تمام تر مصیبتوں کے ذمہ دار یہی قرار دیے جائیں گے ہندوستان میں سب سے زیادہ شرمناک امر یہ ہے کہ ہندو اور مسلمان کسی بہت بڑے مقصد کو مدنظر رکھ کر آپس میں نہیں لڑتے۔بلکہ اذان اور آرتی،مسجدوں کے سامنے باجا،بانس کا جھنڈا اور پیپل کا درخت،تعزیے کا گنبد،حلال اور جھٹکا جیسے بےنتیجہ اور جاہلانہ جھگڑوں سے عوام کالانعام کے جذبات برانگیختہ کیے جاتے ہیں۔۔۔ہندوستان کے حکمران کہتے ہیں کہ جس ملک کے باشندوں کو ابتدائی انسانی حقوق کا احساس نہ ہو جو ایک دوسرے کے معبدوں پر چڑھ دوڑیں،عورتوں کی عصمت کا احترام نہ کریں،درختوں اور جھنڈوں پر کٹ مریں اور ایک دوسرے کی عبادت میں خلل انداز ہوں انہیں آزادی کیونکر دی جا سکتی ہے؟(انتخاب زمیندار۔صفحہ ۱۴۰،۱۴۲)

مولانا الطاف حسین حالؔی نے کہا۔

رہا دین باقی نہ ایمان باقی
ایک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اور اقبالؔ نے کہا تھا

وضع میں تم ہو نصارٰی تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ابوالکلام آزاد صاحب لکھتے ہیں:۔

''آج پھر دُنیا تاریک ہے وہ روشنی کے لیے پھر تشنہ ہے۔۔۔اور پھر اسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔اس کا وہ پرانا دُکھ جس کے علاج کے لیے خُدا کے رسول نے آہ وزاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا آج پھر تازہ ہوگیا ہے جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی جب کہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب اور تمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جب کہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے۔''

(الہلال جلد۴ صفحہ ۱۰۲)

اور ڈاکٹر محمد اقبالؔ اپنے زمانہ کے علماء کی حالت کا نقشہ کچھ یوں کھینچتے ہیں۔

مولوی بیگانہ از اعجازِ عشق
ناشناسِ نغمہ ہائے سازِ عشق

مولوی عشق کے معجزہ سے بیگانہ ہے اور سازِ عشق کے نغموں سے ناشناس ہے۔

شیخ در عشقِ بُتاں اسلام باختہ
رشتۂ تسبیح را زنّار ساختہ

شیخ نے بُتانِ مجازی کے عشق میں اسلام کو ہار دیا ہے اور تسبیح کے رشتے کو زنّار بنا دیا ہے۔

واعظاں ہم صُوفیاں منصب پرست
اعتبارِ ملّتِ بیضا شکست

واعظ اور صُوفی منصب پرست ہو گئے ہیں اور اُنہوں نے ملّت بیضا کا اعتبار توڑ دیا ہے۔

واعظِ ما چشم بر بُتخانہ دوخت
مُفتیء دینِ مُبیں فتویٰ فروخت

ہمارے واعظ نے نگاہ بُتخانہ پر جما دی ہے تو مُفتیء دین نے فتویٰ فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔

چیست یاراں بعد ازیں تدبیرِ ما
رُخ سوئے مے خانہ دارد پیرِ ما

اے دوستو! اس کے بعد ہماری کیا تدبیر ہو سکتی ہے ہمارے پیر صاحب تو میخانہ کی طرف رُخ کیے ہوئے ہیں۔

(اسرار و رُموز صفحہ ۷۹،۶۷)

مولانا ابوالکلام آزاد مولویوں کی جماعت کی پردہ دری کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میرا شمار خود **مولویوں کی جماعت** میں ہے اس لیے میں ان کی حقیقت سے خوب واقف ہوں۔ پوری جرأت سے مسلمانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان ملاؤں کو ایک منٹ بھر بھی مہلت نہ دیں اور اپنی سیاست اور اپنے دین دونوں دائروں میں یک لخت خارج کر دیں۔ کیونکہ نہ وہ سیاست سے واقف ہیں، نہ ہی مذہب کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ صرف فریب اور دجل کے ماہر ہیں اور اپنی ذاتی اغراض کے بندے ہیں۔ وہ رہبر نہیں راہزن ہیں۔" (اخبار زمیندار ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کہا تھا:۔

"افسوس ہے ان مولویوں پر جن کو ہم ہادی، رہبر، ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ **نفسانیت اور شیطنیت** بھری پڑی ہے تو پھر شیطان کو کس لیے بُرا بھلا کہنا چاہیے۔ کیا بادشاہوں، علماء سُوء اور رہبان کے سوا کسی اور چیز نے لوگوں کو خراب کیا ہے؟" (رسالہ اہل حدیث ۱۷ نومبر ۱۹۱۱ء)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے کہا تھا کہ:۔

"آج کل تو **علماء کی شان** اُس ڈوم کے ہاتھی جیسی ہے جس کو اکبر (بادشاہ) نے انعام میں ہاتھی دے دیا تھا۔ وہ ڈوم بڑا گھبرایا کہ اِس کا خرچ کہاں سے لاؤں۔ ایک دن ہاتھی کے گلے میں ڈھول ڈال کر اکبر کے راستہ میں چھوڑ دیا۔ اکبر نے حیران ہو کر ڈوم کو بُلایا اور ہاتھی کو اِس طرح چھوڑ نے کی وجہ پوچھی، کہا، حضور آپ نے مجھے ہاتھی تو دے دیا میں اِسے کھلاتا پلاتا کہاں سے۔ میں نے اُس سے کہا کہ بھائی! میں تو گا بجا کر کھاتا ہوں تُو بھی گا بجا کر اپنا پیٹ بھر لے۔ اکبر ہنس پڑا اور ڈوم کو اِس کی امداد کے لیے بھی عطا فرمایا۔ یہی حال آج کل مولویوں کا ہے کہ لوگوں نے اُن کے گلے میں ڈھول ڈال دیا ہے کہ جاؤ گاؤ بجاؤ اور روپیہ جمع کر کے خود ہی سب کام کرو"۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"آج کل تو پیروں کی یہ حالت ہے کہ جہاں مرید نے سر کھجلایا سمجھے کہ پگڑی سے روپے نکال کر دے گا۔"

مزید لکھتے ہیں:۔

"ایک بھانڈ کہتا تھا کہ دُنیا میں سب سے منحوس قوم مُلّا نے (مولوی) اور سب سے اچھی قوم بھانڈ ہے۔ اس لیے کہ بھانڈ ہر وقت اور ہمیشہ دِل سے خوشی اور خورمی کی دُعا کرتے ہیں۔ اور مُلّا نے ہمیشہ مرنا مناتے ہیں کہ اُس موقع پر اِن کی دعوتیں ہوتی ہیں۔" (حکیم الاُمّت (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب) کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۳۵۷، ۳۶۴، ۳۸۱ مرتّب محمد اسحاق ملتانی ناشر فرید بک ڈپو لمیٹڈ دہلی)

مولانا ابوالکلام آزاد مسلمانوں کی بدترین حالت زار کا نقشہ کچھ یوں کھینچتے ہیں:۔

''ان میں سے کوئی نحوست اور بلا کی ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں پر نہ چھا چکی ہو، اور کوئی گمراہی نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس اُمت میں بھی نہ پھیل چکی ہو''۔

مولانا آزاد مزید فرماتے ہیں:۔

''اہل کتاب نے گمراہی کے جتنے قدم اُٹھائے تھے گن گن کر مسلمانوں نے بھی وہ سب اُٹھائے حتیٰ کہ لو دخلو حجرَ ضبِ لدخلتمو کا وقت بھی گزر چکا''۔

مزید فرماتے ہیں:۔

''ہماری جانیں اور روحیں اس صادق مصدوق پر قربان کہ واقعی اور سچ سچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ہوگئے اور دین توحید کا دعویٰ کرنے والوں نے بت پرستی کی ساری ادائیں اور چالیں اختیار کرلیں اور جس لات اور عزیٰ کی پوجا سے دُنیا کو نجات دلائی گئی تھی اُسی کی پوجا پھر سے شروع ہوگئی۔'' (تذکرہ صفحہ ۲۷۸ مصنف ابوالکلام آزاد ناشر کتابی دُنیا لاہور تاریخ تالیف اکتوبر ۱۹۱۹ء)

مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب (۱۸۹۱ء۔۱۹۴۲) فرماتے ہیں:۔

''آج اسلامی ممالک کے اجزاء ایک دوسرے سے علیحدہ اور آزاد ہیں۔ دو کروڑ آبادی سے لے کر ۱۵،۱۵ ہزار کے قبائل پر شاہ اور شیخ مسلّط ہیں اور یہ اسلامی شاہ اور شیخ شاہ شطرنج کی طرح انگریز اور یورپی پیادوں کے آگے پیچھے بھاگتے ہیں۔'' (تاریخ احرار طبع دوم صفحہ ۱۴۰)

مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

''باسی کڑی کے اُبال کی طرح ہم اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح ہم بیٹھ جاتے ہیں''۔ (تاریخ احرار صفحہ ۱۵۶)

مولانا مودودی نے لگ بھگ ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کی چار بنیادی کمزوریاں بیان کی تھیں۔ مختصر طور پر یہ چار بنیادی مسلمانوں کی کمزوریاں درج ذیل ہیں:۔

مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کا سواد اعظم اسلامی تہذیب اور اس کی اسلامی خصوصیات سے ناواقف ہے۔ حتیٰ کہ اس میں ان حدود کا شعور تک باقی نہیں رہا جو اسلام کو غیر اسلام سے ممیّز کرتی ہیں۔ اسلامی تعلیم، اسلامی تربیت اور جماعت کا ڈسپلن تقریباً مفقود ہو چکا ہے ان کے افراد منتشر طور پر ہر قسم کے بیرونی اثرات قبول کررہے ہیں اور یہ جماعت اپنی کمزوری کی بناپر بتدریج ان اثرات کو اپنے اندر جذب کرتی چلی جاتی ہے۔ ان کا قومی کریکٹر اب مردانہ کریکٹر نہیں رہا بلکہ زنانہ کریکٹر بن گیا ہے۔۔ ان کی قومی تربیت اتنی ناقص ہے کہ ان کے اندر کوئی اخلاقی طاقت ہی باقی نہیں رہی۔

دوسری کمزوری: انفرادیت اور لامرکزیت کی روز افزوں ترقی نے مسلمانوں کا شیرازہ قومت پارہ پارہ کردیا ہے، اور اجتماعی عمل کی کوئی صلاحیت اب ان میں نہیں پائی جاتی۔ شخصی اغراض اور ذاتی مفاد کی بنیاد پر جماعتیں بنتی ہیں، اور پھر خودغرضی کی چٹان ہی سے ٹکرا کر پاش پاش ہوجاتی ہیں۔۔۔۔

تیسری کمزوری: افلاس، جہالت اور غلامی نے ہمارے افراد کو بے غیرت اور بندۂ نفس بنادیا ہے، وہ روٹی اور عزت کے بھوکے ہورہے ہیں۔ ان کا حال یہ ہوگیا ہے کہ جہاں کسی نے روٹی کے چند ٹکڑے اور نام ونمود کے چند کھلونے پھینکے، یہ کتوں کی طرح ان پر لپکتے ہیں، اور ان کے معاوضے میں اپنے دین وایمان، اپنے ضمیر، اپنی غیرت وشرافت، اپنی قوم وملت کے خلاف کوئی خدمت بجالانے میں ان کو باک نہیں ہوتا۔ مسلمان کا ایمان جو کبھی سارے جہاں کی دولت سے بھی زیادہ قیمتی تھا، آج اتنا سستا ہوگیا ہے کہ ایک حقیر سی تنخواہ اسے خرید سکتی ہے، ایک ادنیٰ درجہ کی کرسی پر وہ قربان ہوسکتا ہے، ایک آبرو باختہ عورت کے قدموں پر وہ نثار کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔

چوتھی کمزوری: ہماری قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے اور اس کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔۔۔مسلمان ان کے نام سے دھوکا کھا کر انہیں اپنی قوم کا آدمی سمجھتے ہیں، ان سے شادی بیاہ کرتے ہیں، ان سے معاشرت کے تعلقات رکھتے ہیں، اور ان زہریلے جانوروں کو اپنی جماعت میں چل پھر کررس بس کر زہر پھیلانے کا موقع دے رہے ہیں۔۔۔ نیچے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اب تو چشم بددور مسلمانوں کے راہنما اور اسلامی تہذیب کے محافظ بھی ایسے ہی لوگ ہیں۔۔۔ (مسلمان اور سیاسی کشمکش حصہ اول۔ از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی۔ دارالاسلام پٹھان کوٹ۔ صفحات ۲۱،۲۲،۲۳)

معزز قارئین! مولانا نے مسلمانوں کی جس جہالت کا رونا رویا ہے، یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ جہالت اور بے غیرتی انگریز کی دین تھی، اسی جہالت اور بے غیرتی نے انگریزوں کو ہندوستان پر مسلط ہونے کا موقع فراہم کیا تھا۔ مولانا خود لکھتے ہیں:۔

''گیارہویں صدی ہجری میں انحطاط اپنی آخری حدوں کو پہنچ چکا تھا مگر عالمگیر کی

طاقتور شخصیت اس کو روکے ہوئی تھی۔ بارہویں صدی کی ابتدا میں جب قصرِ اسلامی کا کا یہ آخری محافظ دنیا سے رخصت ہوا تو وہ تمام کمزوریاں یکا یک نمودار ہو گئیں جو اندر ہی اندر صدیوں سے پرورش پا رہی تھیں۔۔۔ مسلمانوں کی سیاسی جمعیت کا شیرازہ دفعتہً درہم برہم ہو گیا۔ قومی اور اجتماعی مفاد کا تصوران کے دماغوں سے نکل گیا، انفرادیت اور خودغرضی پوری طرح ان پر مسلط ہو گئی۔۔۔ ان کے سوادِ اعظم سے قومی غیرت اور خودداری اس طرح مٹ گئی کہ دلوں میں اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔۔۔ سیاسی اقتدار کے مٹتے ہی یہ قوم افلاس، غلامی، جہالت اور بد اخلاقی میں مبتلا ہو گئی۔۔۔ (مسلمان اور سیاسی کشمکش حصہ اول۔ صفحہ ۱۱)

مولانا مودودی صاحب اپنے دور کے مسلمانوں کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''بازاروں میں جائیے ''مسلمان رنڈیاں'' آپ کو کوٹھوں پر بیٹھی نظر آئیں گی اور مسلمان ''زانی'' گشت لگاتے ملیں گے۔ جیل خانوں کا معائنہ کیجئے ''مسلمان چوروں''، ''مسلمان ڈاکوؤں'' اور ''مسلمان بدمعاشوں'' سے آپ کا تعارف ہوگا۔ دفتروں اور عدالتوں کے چکر لگائیے۔ رشوت خوری، جھوٹی شہادت، جعل سازی، فریب، ظلم اور ہر قسم کے اخلاقی جرائم کے ساتھ آپ لفظ ''مسلمان'' کا جوڑ لگا ہوا پائیں گے۔ سوسائٹی میں پھریئے۔ کہیں آپ کی ملاقات ''مسلمان شرابیوں'' سے ہو گی، کہیں آپ کی ملاقات ''مسلمان قمار بازوں'' سے ہو گی''۔ ''مسلمان سازندوں'' اور ''مسلمان گویوں'' اور ''مسلمان بھانڈوں'' سے آپ دوچار ہوں گے۔ بھلا غور تو کیجئے، یہ لفظ مسلمان کتنا ذلیل کر دیا گیا ہے اور کن کن صفات کے ساتھ جمع ہو رہا ہے، مسلمان اور زانی، مسلمان اور شرابی، مسلمان اور قمار باز، مسلمان اور رشوت خور! اگر وہ سب کچھ جو ایک کافر کر سکتا ہے، وہی ایک مسلمان بھی کرنے لگے تو پھر مسلمان کے وجود کی دُنیا میں حاجت ہی کیا ہے۔''

مولانا مودودی مزید فرماتے ہیں:۔

''آپ اس **نام نہاد مُسلم سوسائٹی** کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا مسلمان نظر آئے گا۔ مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل، گدھے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک ''چڑیا'' ہے۔''

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی حصہ سوم صفحہ ۲۸، ۲۹، ۴۴ طبع ہفتم۔ شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی۔ دارالاسلام پٹھان کوٹ۔)

سر سید احمد خان (۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء۔ ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء) لکھتے ہیں:۔

۲۷۷ھ میں کوفہ کے قریب رہنے والے ایک عرب شخص نے قرامطہ کے نام سے شہرت پائی۔ اسے ھادی، مرشد برہان بکلمۃ اللہ، روح القدس، ناقہ صالح وغیرہ کہا جاتا تھا۔ ہزاروں آدمی اُس کو صاحبِ مُعجزہ وصاحبِ کرامات اعتقاد کر کے ایمان لے آئے۔ اُس نے خلفائے عباسیہ کو زہر دے کر مار دیا، مکہ معظّمہ کو جا لوٹا اور قتل عام کر ڈالا، چاہ زمزم سے خون اُمل گیا، حرم میں لاشوں کے تودے لگ گئے، غلاف کعبہ کے ٹکڑے کر ڈالے، حجر اسود کو وہاں سے اُکھاڑ لیا اور فخر یہ اپنے دارالخلافہ کو لے گیا۔

اکبر کے وقت میں روشنیہ فرقہ اور اب عہد فرخ سیر کے حسینیہ فرقہ، جو میر محمد حسین کے پیرو تھے اور جس نے اپنے پر ایک کتاب آسمانی کے اُترنے کا بھی دعویٰ تھا اور اپنے تئیں بارھواں بیکوک کہتا تھا، اسی اعتقاد کے سبب اس کے معتقد ہو گئے تھے۔

پچھلی باتوں کو جانے دو، اسی زمانہ میں ہماری سوسائٹی کا حال دیکھو، کس قدر لوگ فقیروں کے اور مشائخوں کے پیچھے معجزہ و کرامت کے اعتقاد کے سبب خراب ہیں۔ حماقت سے دُعائیں منگواتے پھرتے ہیں۔ **مرے ہوئے بزرگوں** کی قبروں پر ان کے صاحب کرامات ہونے کے اعتقاد سے چلّے باندھتے ہیں، منّتیں مانتے ہیں، بیماروں کو لے جاتے ہیں، چوکھٹ پر ڈال دیتے ہیں، درخت سے باندھ دیتے ہیں، کیا کیا کچھ ذلّت وخواری ہے جو نہیں بھگتتے؟ شریفوں کے بچوں کے گلوں میں، جوانوں کے بازوؤں پر اسی اعتقاد کے سبب تعویذوں کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔ ایک خاندانی بزرگ اپنی بواسیر کی بیماری پر اپنے پیر سے دم ڈلواتے تھے۔ پیر صاحب کچھ پڑھتے اور اپنی پھونک اپنی مُٹھی میں بند کرتے ہیں اور آگے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہی اعتقاد و معجزہ و کرامت کا اس لغو حرکت کا باعث ہے۔ فقیر کی دُعا سے مرد کا عورت اور عورت کا مرد ہو جانا یقین کرتے ہیں۔ ہندوستانی عدالتوں میں سحر کے مقدمات دائرہ ہوتے ہیں اچھے اچھے مقدس آدمی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اسی حاضر ھذا کو جواب بیٹی ہے بیٹا دیکھا تھا۔ ان مذموم برائیوں کی وجہ کرامات و معجزہ پر اعتقاد کا ہونا ہے۔ تمام جاہل و وحشی نا تربیت یافتہ ملک وقوم میں جب علم کی روشنی ہو جاتی ہے تو یہ سب مٹّی جاتی ہیں۔ فرنگستان بھی جب تک جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، اُس وقت وہاں بھی ہزاروں آدمی صاحب کرامات اور معجزات تھے، مگر اب کسی کا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا، بلکہ اب ہزاروں آدمی ایسے پیدا ہو گئے

ہیں جن کے کاموں سے معجزہ وکرامت بھی متحیر ہے۔ پس جب تک مسلمانوں میں سے معجزے وکرامت کا اعتقاد نہیں جاتا، اُن کا کامل طور پر مہذب ہونا محالات سے ہے۔''

(مقالات سرسیّد از مولانا اسماعیل پانی پتی جلد اول صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷ ناشر عطا الحق قاسمی۔ شائع کردہ مجلس ترقی ادب)

سرسید احمد خان لکھتے ہیں۔

''بے شک دُنیا میں قومی ذلّت خُدا کے غضب کی نشانی ہے۔ دُنیا میں غریب مسکین اور محتاج ہر قوم میں ہوتے ہیں مگر جب قومی ذلّت اور قومی مسکنت دُنیا میں ہوجاتی ہے تو وہ ٹھیک نشانی خُدا کے غضب اور خُدا کی لعنت کی ہوتی ہے۔''

(مقالات سرسید احمد خان از مولوی محمد اسماعیل پانی پتی ص ۲۸۴)

مولانا شبلی نعمانی ہندوستان میں مسلمانوں کے تعلیمی اداروں کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:۔

''ہندوستان کے تذکرہ میں ہم کو بے خطر کہنا چاہیے کہ اس سرزمین پر شاید ایک بھی علمی عمارت نہیں قائم ہوئی۔''

(مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم از مولانا شبلی نعمانی)

نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خان (۹ دسمبر ۱۸۳۷ء۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء) نے اپنی کتاب ''مسلمانوں کی تہذیب'' میں تفصیل سے ہندوستان کے مسلمانوں کی دینی، سماجی، معاشرتی اور معاشی بربادی کی داستاں لکھنے سے پہلے مسلمانوں کے اولین دور اور وسطی دورِ حکومت کے کارنامے بھی بیان کیے ہیں۔ آپ ہندوستان کے مسلمانوں کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''بہ نسبت سابق کے ہر بات میں مسلمانوں کی تہذیب نہایت تنزل پر ہے۔ مذہب کا یہ حال ہے کہ جو مسئلہ اصل اصول اسلام کا تھا یعنی سوائے ایک خدا کے اور کسی کو نہ ماننا اپنی اصلیت پر نہ رہا۔ ہزار ہا مسلمان ہیں جو سوائے خدا کے ظاہراً یا باطناً زندوں یا مردوں،، جاندار یا بے جان چیز کو پوجتے ہیں۔ اور جن اور بھوت و پلید کو مانتے ہیں، تعویز گنڈے بناتے ہیں، حاضرات کا عمل کرتے ہیں، شگونوں پر چلتے ہیں، خدا کے سوا دوسروں کی نذرونیاز کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض کمبخت خدا کے سوا اوروں کی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

روحانی تہذیب جو جان اسلام کی تھی اس کا لوگوں کے دلوں میں کچھ بھی اثر نہیں پایا جاتا صرف ظاہری بناؤ سنگھار پر اصل اسلام رہ گیا ہے۔ صدہا مسلمان ہیں کہ پہروں ہاتھ پاؤں دھوتے ہیں، کھنٹوں دریا میں پڑے رہتے ہیں، بے محراب دار جانماز کے نماز نہیں پڑھتے، بے زیتون کے دانوں کے خدا کا نام نہیں لیتے، دکھانے کے لیے جیب میں مٹی کے ڈھیلے اور بند میں پیلو کی مسواک رکھتے ہیں اور دوش پر مصلےٰ اور رومال میں سرمہ دانی اور ہاتھ میں تسبیح لیے پھرتے ہیں۔

مذہبی تعلیم بھی اپنی حالت پر باقی نہیں رہی۔ اچھے اچھے عالم بجائے وعظ و نصیحت کے جب کسی مخالف سے بات کرتے ہیں تو ان کا چہرہ سرخ آنکھیں نیلی پیلی ہوجاتی ہیں، برا بھلا کہنے لگتے ہیں بس چلے تو مار ڈالنے سے بھی دریغ نہ کریں۔ ہر ایک فرقہ ہر ایک گروہ نے اپنا ایک جدا امام ٹھیرا لیا ہے۔۔۔ قرآن تو صرف تعویز بنا کر بازو پر باندھ لینے یا مردوں پر فاتحہ پڑھنے کے لیے رہ گیا ہے۔۔۔ اجتہاد پر وہ اعتقاد ہے کہ ہر ایک نے اپنے مجتہد کو نبی سمجھ رکھا ہے، سرمو ان کے فعل یا قول یا رائے سے تجاوز کرنا جائز نہیں جانتے۔ صدہا جوگی مسلمان خیالی دنیا چھوڑے، دنیا داروں کو برا بھلاتے ہیں اور مسلمان جاہل بھی ان کو ولی اور خدا رسیدہ سمجھ کر ان کے ہاتھوں خدا کو رشوت بھیجتے ہیں۔

ہر شہر میں قدم رسول، مولا علی کی درگاہ، امام حسینؑ کی کربلا، حضرت عباسؓ کا روضہ اور بی بی فاطمہؓ کی زیارت موجود ہے۔ اور صدہا مرے ہوئے ولیوں کے مزاروں پر عیدگاہوں سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے۔ اور ان کے مٹی کے ڈھیروں سے مرادیں مانگی جاتی ہیں۔۔۔ علم وادب اس زمانہ میں کسی کو آتا ہی نہیں، علوم مذہبی کا جاننے والا ایک بھی نہیں رہا۔۔ فلسفہ تو اب ہماری قوم میں نام کو بھی نہیں سنا جاتا۔۔ طبیعات جاننے والا مسلمانوں میں کوئی نہیں رہا۔ علم طب میں ابھی تک معدہ سے جگر تک ماساریقاہی کی تنگ راہ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ اخلاق کا یہ حال ہے کہ سچائی اور وفاداری، اخلاص و محبت، نیکی و ہمدردی کا نام نہیں۔ جھوٹ اور مکر، ریا اور نفاق کینہ اور عداوت سے کنتی ہی کے مسلمان محفوظ ہوں گے۔ دو دوست ایسے کم نکلیں گے کہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی بدگوئی اور غیبت نہ کریں۔ منہ پر تعریف کرنا اور پیچھے گالیاں دینا ایک عام خصلت ہے۔ اقرار کا پورا کرنا وعدہ کا وفا کرنا کوئی جانتا ہی نہیں۔ مکر وریا کی مجسم صورت کسی نے نہ دیکھی ہو تو وہ ہمارے زمانہ کے مولویوں اور درویشوں کو دیکھ لے، صورت میں فرشتے اور سیرت میں شیطان۔۔۔

(مسلمانوں کی تہذیب از نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خان)

(انشاء اللہ اگلے شمارہ میں بیسویں صدی عیسوی کے مسلمانوں کی حالت پر بات ہوگی)

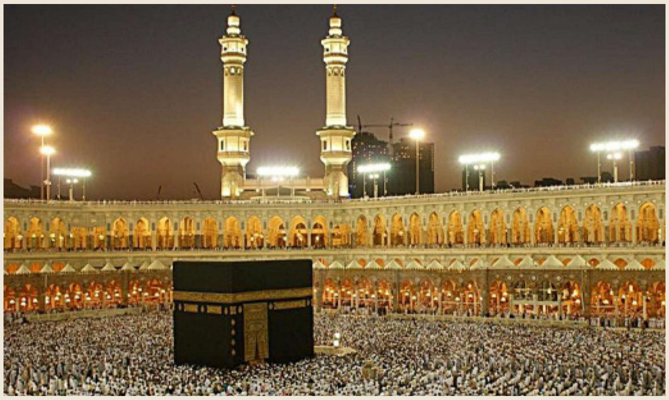

"مکّہ مکرمہ"

قسط 4

(إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ.)

(عالم اسلام کیلئے محبت وعقیدت، ایمان و یقین کا مرکز)

تحریر و تحقیق: سیّد حسن خان۔لندن

گزشتہ شمارہ میں جبل ابوقبیس کے تعارف پر مضمون کا سلسلہ ختم ہوا تھا۔معزز قارئین مضمون کا سلسلہ جہاں ختم ہوا تھا وہیں سے شروع کرتے ہیں۔

جبل قُعیقعان: یہ عظیم پہاڑ مسجد حرام کے شمال مغرب میں مسجد حرام سے متصل ہے۔اور پھیلتا ہوا شمال میں حجون تک جا پہنچا ہے۔اس کے مغرب میں بئر طوی ،جنوب میں حارۃ الباب اور شبیکہ تک اس کا پھیلاؤ ہے۔اس کے اور بھی کئی نام ہیں جیسے جبل ہندی، جبل عبادی، جبل سلیمانی، جبل فلق وغیرہ۔اس کی بلندی 110 میٹر ہے۔

مُحَصَّب: حجون اور منٰی کے درمیان محصب نام سے موسوم ایک جگہ ہے، مسجد حرام سے اس کی دوری بجانب شمال 3 کلومیٹر ہے۔محصب کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب سیلاب آتا تھا تو اس کے بہاؤ سے اس جگہ کنکریاں جمع ہوجاتی تھیں۔اس کو دوسرا نام خیف بنی کنانہ بھی ہے،ابطح کے نام سے بھی معروف ہے مگر آجکل اس مقام کو معابدہ کہا جاتا ہے۔یہ وہ مقام ہے جہاں پر قریش نے باہم طے کرکے بنو ہاشم کا معاشرتی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا۔اس جگہ پر آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر قیام فرمایا تھا۔

(روہ البخاری، کتاب الحج۔حدیث نمبر 1513)

حنین: حنین مکہ مکرمہ کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔جو مسجد حرام سے مشرقی جانب 36 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔اس کا موجودہ نام خیف بنی کنانہ بھی ہے اور ابطح کے نام سے بھی معروف ہے۔یہی وہ جگہ ہے جہاں پر حنین کا معرکہ پیش آیا تھا جس میں ایک طرف آنحضرت ﷺ اور دوسری جانب قبیلہ ہوازن تھا۔

بئر طوی: مکہ مکرمہ کے کنوؤں میں سے ایک کنواں ہے۔مسجد حرام سے شمال مغرب جانب 1300 میٹر کی دوری پر ہے۔ بخاری مسلم کی روایت میں ہے کہ آپؐ آنحضرت ﷺ جب مکہ تشریف لاتے تو آپؐ اس کے پاس رات گزارتے ،نماز فجر ادا فرمانے کے بعد اس کنواں سے پانی سے غسل فرماتے۔اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے اور حضرت ابن عمرؓ کا بھی یہی معمول تھا۔

نہر زبیدہ: یہ شیریں پانی والی نہر نعمان وادی سے نکلی تھی۔وادی نعمان طائف روڈ پر ہدا کے نزدیک ہے۔حرم شریف سے اس کا فاصلہ 36 کلومیٹر ہے۔یہ نہر مذکورہ وادی سے شروع ہوکر عرفات،مزدلفہ،منٰی سے گزرتی ہوئی مکہ مکرمہ آتی ہے ۔اس نہر کو جاری کرنے ولی خاتون عباسی خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ تھی۔یہ نہر 174 ہجری میں جاری ہوئی۔تقریباً بارہ سال تک اسی نہر سے مکہ مکرمہ کے باشندوں کی ضرورت پوری ہوتی رہی۔مکہ مکرمہ کے والیان نے اس کا خاص خیال رکھا اور باقاعدہ اس کی اصلاح وتعمیر کی جاتی رہی۔اس نہر کو بند کرکے اس کی جگہ بڑے بڑے پائپ لگائے گئے۔1421 ہجری میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اس کے دوبارہ استعمال کے قابل بنائے جانے کا حکم جاری کیا تاکہ اس سے استفادہ کیا جائے۔

مکہ مکرمہ میں سیلابوں کا ذکر: مکہ مکرمہ شہر ایک ایسی وادی میں واقع ہے جس کے چاروں اطراف میں پہاڑ ہیں۔"حجون" اور"معلاۃ" اس کے اوپری حصہ اور مغلہ اور شبیکہ اس کی نچلی سطح پر واقع ہیں۔لہٰذا جب کبھی شدید موسلہ دھار بارش ہوتی تو مکہ مکرمہ کے اوپری حصہ سے پانی سیلابی ریلہ مسجد حرام سے گزرتے ہوئے نچلی علاقوں کی طرف بہتا جس سے بسااوقات بہت نقصان ہوتا تھا۔سب سے مشہور سیلاب جو کہ ام نہشل کے نام سے مشہور ہے جو کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے عہد میں آیا تھا۔جس سے مقام ابراھیم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔پھر حضرت عمر بن خطابؓ نے سیلاب سے رکاوٹ کے طور پر ایک مضبوط دیوار بنوادی۔جس کو

سدروم کہا جاتا ہے۔ پھر 202ھ میں ابن حنظلہ نامی سیلاب آیا۔ پھر 1039ھ میں ایک زبردست سیلاب آیا۔ جس سے حرم شریف کے نالہ سے دو فٹ اوپر پانی آ گیا جس سے کعبہ شریف کی بنیادیں کمزور پڑ گئیں جس پر اس وقت کے حکمران سلطان مراد عثمانی کی تعمیر کردہ عمارت آج تک چلی آ رہی ہے۔ پھر 1375ہجری میں سعودی حکمران شاہ سعود بن عبدالعزیز نے مزید توسیع کا حکم جاری کیا اور پانی کے بہاؤ اور اس کی نکاسی کیلئے نالے بنوائے گئے جس سے سیلابی پانی کعبہ شریف کی طرف بہتے ہوئے نالوں کے ذریعہ پانی باہر بہہ جاتا ہے۔

مکہ مکرمہ کی سرنگیں: مکہ مکرمہ میں زبردست اور پختہ 60 کی تعداد میں سرنگیں بنائی گئی ہیں۔اس کی لمبائی 32 کلومیٹر ہے۔جن میں 10 سرنگیں پیدل چلنے والوں کے لئے جن سے مکہ مکرمہ کے محلّہ جات ایک دوسرے کے قریب ہو گئے ہیں۔ان سرنگوں سے آمدورفت میں بہت آسانی ہوگئی ہے۔ان سب سرنگوں میں ضروری وسائل نصب کئے گئے ہیں۔جن میں ہوا، روشنی، آگ بجھانے کے وسائل وغیرہ پہنچائے گئے ہیں۔

خانہ کعبہ کے کھولنے اور بند کرنے کی ذمہ داری: یعنی سدانہ اور حجابہ کی ذمہ داری اوّلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تھی۔ پھر یہ ذمہ داری منتقل ہوتے ہوتے آنحضرت ﷺ کے چوتھے جدِامجد قصی بن کلاب تک پہنچی۔اس کے بعد قبیلہ قریش کی شاخ بنوعبدالدار کی خدمت میں آ گئی اور آنحضرت ﷺ نے مستقل طور پر عثمان بن طلحہ کو دیدی۔اس کے بعد ان کے چچا شیبۃ بن عثمان بن ابی طلحہ کو منتقل ہوئی اور ابھی تک اسی خاندان کے پاس چلی آ رہی ہے۔

سقایہ یعنی پانی پلانے یا مہیّا کرنے کی ذمہ داری: اس میں پانی کی فراہمی، جس میں حجاج وغیرہ کو پانی پلانا۔ یہ خدمت بنو ہاشم بن عبد مناف کے ذمہ قدیم سے چلی آ رہی ہے۔ان کے عہد میں متعدد چمڑے کے حوض بنا دیئے تھے اور پھر اونٹوں پر لاد کر مختلف میٹھے پانی کے کنوؤں سے پانی فراہم کرتے تھے۔ پھر یہ خدمت بنو ہاشم کے بعد عبدالمطلب کے صاحبزادہ آنحضرت ﷺ کے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی۔ گویا یہ ذمہ داری پھر آل عباس میں چلتی رہی۔ پھر آلِ زبیر کے ذمہ آئی۔ 1403ہجری میں مکہ مکرمہ میں ایک دفتر جس کا نام زمازمہ کے سپرد یہ ذمہ داری سونپی گئی۔

مکتب مکہ مکرمہ: یہ کتب خانہ سعی کرنے کی جگہ سے مشرق میں شعب ابی طالب کے ابتداء میں واقع ہے۔اس مکتب کے شیخ عباس قطان نے 1950ء میں قائم کیا۔اس مکتب میں بہت سی کتابیں اور اہم مخطوطات کے علاوہ بعض عمدہ تاریخی اشیاء ہیں۔اس مکتب میں خصوصیت جو بیان کی جاتی ہے کہ یہ اس جگہ پر قائم ہے جہاں پر آنحضرت ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تھی تو یہ گھر حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کی تحویل میں آیا تھا۔ پھر ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کی اولاد کے قبضہ میں رہا پھر حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی محمد بن ثقفی نے اس مکان کو خریدا۔اس کے بعد ہارون رشید کی والدہ ام خیزران نے حج کیا تو اس جگہ پر مسجد تعمیر کرادی تھی۔

کارخانہ برائے غلاف کعبہ: 1346ہجری سعودی فرماں رواں شاہ عبد العزیز مکہ مکرمہ میں غلاف کعبہ کی تیاری کیلئے میں ایک کارخانہ لگوایا جبکہ اس سے قبل غلاف مصر سے تیار ہو کر آیا کرتا تھا۔اس کارخانہ میں جدید قسم کے آلات اور مشینیں لگائی گئی ہیں۔اس کارخانہ میں غلاف کعبہ کے علاوہ خانہ کعبہ کا اندرونی پردہ اور آنحضرت ﷺ جس حجرہ شریف میں مدفون ہیں اس کا پردہ تیار ہوتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں میوزیم: یہ میوزیم مدینہ منورہ روڈ پر حی الذاہر میں ملک عبدالعزیز آل سعود کے قصر میں واقع ہے۔اس میوزیم میں مختلف زمانوں کی مکہ مکرمہ کی پرانی تصاویر محفوظ ہیں۔اس میوزیم میں تینوں سعودی دوروں کے مراحل سے متعلق اشیاء، تعلیمی مراحل وادوار سے متعلق آثار وفنون اسلامی کے نادر نمونے رکھے گئے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں طبی سہولتیں: طبی وصحت کے متعلق سہولیات دو قسم کی ہیں۔ یعنی حفاظتی اور معالجاتی۔ حفاظتی صحت عامہ کے ضمن میں حفظانِ صحت سے متعلق یعنی وبائی اور متعدی امراض سے محفوظ رکھا جا سکے۔ یعنی راستوں، میدانوں کی صفائی کا اہتمام اور مضر کیڑوں کا خاتمہ، کھانے پینے اور تمام اشیاء خوردنی کی نگرانی اور تفتیش وغیرہ۔ دوسرے معالجاتی کے تحت طبی ادارے اور مراکز جن کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ منٰی، مزدلفہ اور عرفات میں صرف تین تین ہسپتال ہیں جن میں 300 بیڈز کی گنجائش ہے نیز جمرات کے پُل پر مستقل طور پر ٹیم ہر وقت مستعد رہتی ہے۔

مکہ مکرمہ میں پکنک پارک اور تفریحی مقامات: مکہ مکرمہ میں میونسپلٹی کی

طرف سے مختلف مقامات پر پارک اور تفریحی مقامات بنائے گئے ہیں۔جن میں تمام تر سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ان پارکوں میں بچوں کے کھیل کود کیلئے تفریحی جگہیں بنائی گئی ہیں ان میں اہم مندرجہ ذیل ہیں:

مسفلہ کا حدیقہ: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام روڈ پر واقع ہے۔جس کا رقبہ تقریباً 23,000 میٹر ہے۔

رصیفہ پارک: یہ رصیفہ محلّہ میں واقع ہے۔

شبہ الجزیرہ عربیہ پارک: یہ پارک تیسرے رنگ روڈ سے ملا ہوا ہے۔اس کا رقبہ 170,000 میٹر ہے۔

بدر پارک: یہ پارک زاہر محلّہ میں مدینہ روڈ پر واقع ہے۔

ان مندرجہ بالا پارک کے علاوہ 48 اور بھی چھوٹے چھوٹے پارک مکہ مکرمہ کے مختلف محلوں میں بنائے گئے ہیں۔

(حوالاجات مکہ مکرمہ ماضی وحال کے آئینہ میں۔تالیف محمود محمد حمود۔سعودی عربیہ)

ماضی کا اکیلا بدنام حجاج!!

دس برس قبل جناب حسن نثار نے اپنی قوم کا کچھ اس طرح نوحہ کہا تھا کہ ”مزید کتنی صدیاں یا باب عزّت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم پر بند ہو چکا؟ کب تک یہ کھوکھلے احتجاج، بے معنی ماتم، بے مغز نعرے، فضول دعوے، رونا، پیٹنا، چیخنا چلّانا اور پھر ڈھیٹوں کی طرح روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو کر سب کچھ بھول جانا۔۔۔ پھر نئی ٹھوکر، کوئی زوردار ٹھڈا، کوئی زناٹے دار تھپڑ کوئی تیز دھار چوکہ، کوئی گندی گالی، پھر کسی تحقیر و تمسخر کا مظاہرہ اور پھر سے ہمارا روتا پیٹتا رِدِ عمل جسے ردِ عمل کہنا بھی اِس لفظ کی توہین ہے۔ یہ سب کب تک چلے گا یا یہی کچھ قیامت تک کے لیے ہمارا مقدر بن چکا اور ہم دل و جان سے اسے قبول کر کے اجتماعی طور پر طے کر چکے کہ ہر تذلیل، ذلت تحقیر، رسوائی اور بے عزتی کے بعد ہم اپنے اپنے حصہ کا ماتم کر کے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔ اپنی ٹریفک میں خلل ڈال کر، جھنڈے اور پتلے جلا کر اپنی ہی فضا آلودہ کر کے، مخصوص لفظوں کی جگالی کرنے کے بعد ہم اپنے تئیں سارے حساب برابر کر کے اپنا سا انتقام لینے کے بعد ”فارغ“ ہو جاتے ہیں جیسے کوئی قلعہ فتح کر لیا ہو حالانکہ سوائے اِس کے صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہوتی کہ ہم اپنا کچھ مزید وقت اور انرجی ضائع کر چکے ہوتے ہیں۔

وقت وقت کی بات ہے کبھی کسی گمنام عورت کی پکار پر حجاج بن یوسف جیسے شخص نے لبیک کہا اور راجہ داہر کے لیئے اپنا راج، زندگی اور لاج بچانا ناممکن ہو گیا۔ ایک ٹین ایجر لڑکے نے جو حجاج کا بھتیجا اور داماد تھا۔۔۔ داہر کو عبرت کی مثال بنا کر یہ پیغام عام کر دیا کہ مسلمان کی نہ آبرو سستی ہے نہ زندگی۔ ایک بحری جہاز لوٹو گے تو قیمت ایک سلطنت کی صورت میں چکانی پڑے گی۔۔۔ اور اب؟؟؟۔۔۔ کیا آج پچاس سے زائد آزاد مسلمان ملک مل کر بھی ایک حجاج بن یوسف۔۔۔ صرف ایک حجاج بھی پیش نہیں کر سکتے تو اس کا سبب کیا ہے؟ کیا ماضی کا اکیلا بدنام حجاج آج کے ڈیڑھ عرب مسلمانوں سے زیادہ غیرت مند تھا تو ایسا ہرگز نہیں کیونکہ یہ کھیل غیرت اور بے غیرتی، حمیت اور بے حمیتی کا نہیں، طاقت اور کمزوری کا ہے۔ کل ایک جہاز کے بدلے ایک مُلک ہم لے سکتے تھے تو آج دو عمارتوں کے عوض دو مُلک وہ رُوند رہے ہیں تو ہمیں طاقت کا توازن تبدیل کرنا ہوگا اور یہ ماتم کرنے، رونے پیٹنے اور نعرے مارنے سے نہیں ہوگا۔ ہماری تو عادت ہی بن گئی سر کوبی نہیں صرف سینہ کوبی کہ سر کوبی کے لیے کچھ اور لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے جن میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں حالانکہ عزت کی زندگی کے لیے زندگی میں تبدیلی ضروری ہے۔

سلمان رشدی کے ہذیان پر طویل احتجاج ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نتیجہ؟۔۔۔۔ نعلین مبارک کی چوری پر بڑے بڑے نعرے اور دعوے۔۔۔۔۔ نتیجہ؟

خاکوں پر ردِ عمل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نتیجہ؟۔۔۔۔۔ اور اب عافیہ صدیقی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نتیجہ؟

مزید کتنی صدیاں یا باب عزت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم پر بند ہو چکا۔ کاش ڈیڑھ ارب میں سے صرف ڈیڑھ سو ہی ایسے مل جائیں جو سر جوڑ کر بیٹھیں اور توڑ کی تلاش شروع کریں کہ اس دلدل سے باہر نکل کر دُنیا کے برابر آنے کے لیے مسلمانوں کو کیا کیا چھوڑنا ہوگا اور کیا کچھ اپنانا ہوگا۔ ہماری مسلسل پسپائی اور ہزیمت بذات خود اس ہولناک حقیقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ ہم بہت بڑی اور بھیانک غلطیوں بلکہ بلنڈرز کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جب تک امراض کی صحیح تشخیص اور پھر علاج نہیں ہوتا تب تک لیکن کب تک مزید کتنی صدیاں یا درِ آبرو ابد تک ہم پر بند ہو چکا؟

(حسن نثار گیارہ فروری ۲۰۱۰ جنگ لندن)

باروخ اسپینوزا (Baruch Spinoza) قسط 3

(تحریر: رانا محمد حسن خاں)

گزشتہ شمارہ میں باروخ اسپینوزا (24November1632–21February 1677) کے حالات زندگی ان کی وفات تک بیان ہو چکے ہیں۔ اس شمارہ میں اسپینوزا کے کرداراور تصانیف کا جائزہ لیا جائے گا۔

اسپینوزا کی زندگی میں دردوالم کا آغاز اس وقت سے شروع ہوا تھا جب اس کے دل میں مذہب کے متعلق پہلے سوال نے کروٹ لی تھی۔ جاہل مذہبی راہنما اسے تسلی بخش جواب تو نہ دے سکے، ہاں اسے دائرہ یہودیت سے ضرور خارج کر دیا۔ اسپینوزا نے اس کفر کو نہایت صبر سے نہ صرف برداشت کیا بلکہ اپنے سوالوں کے جوابوں کی تلاش کے لیے اپنی زندگی وقف کردی۔ دوسرا صدمہ اسے اس کی محبوبہ جو اس کی استاد بھی تھی کی ہمبرگ کے نوجوان سے شادی کرنے پر ہوا۔ ان دو واقعات نے اسپینوزا کے ہونٹوں سے مسکراہٹ چھین لی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تحریروں میں ایک دلخراش طنز مخفی ہوتا ہے۔ اوراس سے بوئے انتقام آتی محسوس ہو تی ہے۔ مثال کے طور پر اسپینوزا اپنی کتاب علم الاخلاق کے ضمیمہ میں ہادیان طریقت کے متعلق لکھتا ہے۔

''یہ مقدس طبقہ علی العموم ان لوگوں کو جو بحثیت فلاسفہ معجزات کی علت یا مظاہر فطرت کو سمجھنا چاہتے ہیں اور بیوقوفوں کی طرح ان باتوں پر متحیر رہنے کو کافی نہیں جانتے، کافر، ملحد اور بے دین قرار دے دیتا ہے۔ اور یہ طبقہ ان افراد پر مشتمل ہے جنہیں عوام دیوتاؤں اور کائنات کے اسرار کا عامل سمجھتے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر عوام الناس کی آنکھوں سے جہالت اور تعصب کا پردہ دور ہو جائے تو پھر ہم ان پر حکومت نہیں کر سکتے۔''

رائنزبرگ میں جہاں اسپینوزا رہتا تھا وہ مکان آج بھی موجود ہے اور جس سڑک پر وہ واقع ہے اس کا نام بھی اسپینوزا روڈ ہے۔ اس مکان کے ایک مخصوص کمرہ میں دو دو تین تین شبانہ روز مسلسل بیٹھا کام کرتا تھا، نہ وہ کسی کے پاس جاتا نہ کوئی اس کے پاس آتا۔ اوقات مقررہ پر خادمہ دبے پاؤں آتی اور کھانا میز پر رکھ کر چلی جاتی۔ اسپینوزا کے سوانح حیات مرتب کرنے والے مسٹر کالیرس لکھتے ہیں:۔

''ہر سہ ماہی کے بعد اسپینوزا آمدوخرچ کا حساب کیا کرتا تھا تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ خرچ اس کی آمدنی سے زیادہ تو نہیں ہے۔ بعض اوقات وہ مالکہ مکان سے کہا کرتا تھا کہ ''میں اس سانپ کی مانند ہوں جس کے منہ میں سوائے اس کی دم کے اور کچھ نہیں ہوتا'' یعنی جتنی آمد اتنا ہی خرچ بقایا ندارد۔''

ایک مرتبہ ایک شخص نے اسپینوزا سے کہا کہ ''کیا اچھا ہو کے آپ عقل کے بجائے الہام پر بھروسہ رکھیں'' اس پر اسپینوزا نے جواب دیا:۔

''جو پھل میں اپنی فطری عقل کی بدولت جمع کرتا ہوں اگر وہ محض خیالی بھی ثابت ہوں جب بھی مجھے افسوس نہ ہوگا بلکہ اسی پر قناعت کروں گا کیونکہ میری راحت صرف جمع کرنے پر مضمر ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی امن، سکون اور روحانی خوشی میں بسر کروں نہ یہ کہ رات دن گزشتہ پر افسوس اور آئندہ کے متعلق فکر کرتا رہوں۔''

کالریس، اسپینوزا کے متعلق لکھتا ہے کہ اسپینوزا درمیانی قد کا آدمی تھا، نک سک سے درست تھا، رنگت سانولی تھی، بال سیاہ اور گھنگھریالے تھے بھنویں لمبی اور گھنی تھیں جو بھی دیکھتا فوراً کہہ دیتا کہ یہ شخص پرتگالی یہودی کی اولاد ہے۔ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اس شخص کو روحانی سکون اور اطمینان قلب حاصل ہے۔

لباس کی طرف سے اسپینوزا لاپرواہ تھا شاید مزدوروں کا لباس اس کے لباس سے بہتر ہوتا ہوگا۔ ایک بڑا عہدہ دار امیر آدمی جب اس سے ملنے آیا تو اس نے اسپینوزا کے معمولی لباس کو دیکھ کر کہا کہ اگر حکم ہو تو میں ایک نیا اور بیش قیمت لبادہ آپ کے رتبہ کے لائق حاضر کروں۔ اس پر اسپینوزا نے ہنس کر کہا ''کوئی شخص قیمتی لباس پہننے سے اشرف اور اعلیٰ نہیں ہوسکتا، علاوہ بریں جسم جیسی حقیر اور فانی شے کو

بیش قیمت لباس پہننا قرینِ عقل نہیں‘‘۔مگر یہ بات بھی سمجھنا ضروری ہے کہ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اسپینوزا **ترکِ لذات یا جسم کو دکھ دینے** یا بے ہنگم زندگی بسر کرنے کا قائل تھا۔ایک موقع پر اس نے لکھا ہے کہ ’’جو شخص سلیقہ کا پابند نہیں،اس کا نفس شائستہ نہیں ہوسکتا‘‘۔

بہت سے لوگ اس کی مالی مدد کرنا چاہتے تھے لیکن اس نے کبھی اپنا بار دوسروں پر نہیں ڈالا ،اپنی آبائی جائیداد اپنی بہن کو دے دی۔سائمن ڈی رائز نامی سوداگر اسپینوزا کو عزیز رکھتا تھا ایک مرتبہ اس نے پانچ ہزار کی رقم اسے دینا چاہی مگر اسپینوزا نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا مگر اس نے مرنے سے پہلے اپنی چوتھائی جائیداد اس کے نام کر دی۔اسپینوزا نے اسے مجبور کیا کہ یہ جائیداد اپنے بھائی کے نام کر دو وہ مستحق ہے مگر سائمن کے مرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اپنی وصیت میں ایک ہزار سالانہ اسپینوزا کے نام لکھ گیا ہے۔اسپینوزا نے کوشش کی کہ یہ رقم بھی اس کے بھائی کو دے دی جائے ،دوستوں کے اصرار پر اس نے ڈیڑھ سو ڈالر سالانہ قبول کر لیے۔

جب **شہنشاہ لوئی چہاردہم** نے ایک معقول پنشن اس شرط کے ساتھ پیش کی کہ آئندہ تصنیف میرے نام سے منسوب کی جاوے۔مگر باروخ اسپینوزا نے صاف انکار کر دیا اور کہا:۔

’’میں سوائے خدا کے اور کسی کا ممنونِ احسان نہیں ہونا چاہتا، اس نے مجھے قوائے عقلیہ عنایت کیے ہیں اور میں ان سے کام لوں گا۔‘‘

اگر چہ دوست احباب اس کی مالی مدد کرتے رہتے تھے،لیکن وہ بڑی سادہ زندگی بسر کرتا تھا،عینک سازی سے جو آمد ہوتی اسی میں گزارا کرتا،بالائی رقوم فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیتا۔مرنے کے بعد لوگوں نے جب اس کا رجسٹر دیکھا تو معلوم ہوا اس نے ایک دن صرف شوربہ اور مکھن پر ہی قناعت کی ،دوسرے دن لپٹا ہی چاٹ لیا۔کالیرس لکھتا ہے کہ عموماً عمائدینِ شہر اسے مدعو کرتے تھے لیکن وہ اپنے گھر کی سادہ غذا کو رؤسا کے مرغن کھانوں پر ترجیح دیتا تھا۔آزادی کا اس قدر دلدادہ تھا کہ خیالات اور عقائد میں بھی کسی کا پابند نہ تھا،جب تک کوئی بات سمجھ نہ آتی ،اسے تسلیم نہ کرتا۔ڈیکارٹ اس کا روحانی استاد تھا،ڈیکارٹ ہی کے فلسفہ پر اس نے اپنے خیالات کی بنیاد قائم کی مگر ڈیکارٹ کی کمزوریوں کو بھی بلا خوف بیان کیا۔اسپینوزا کہا کرتا تھا۔’’**خدا نے مجھے عقل دی ہے،مشکلات میں اس کی مدد سے کام کروں گا،ورنہ یونہی رہوں گا،لیکن دوسروں کے عقائد کو نہ اپناؤں گا**۔‘‘

دنیا نے سوائے جرمنی کے باروخ اسپینوزا کو عیاش ،کافر کہا اور یہودیوں نے تو اسے دائرہ یہودیت ہی سے خارج کر دیا تھا۔حقیقت میں وہ بڑا مذہبی تھا۔نادلیس ،اسپینوزا کو **سرشارِ الٰہی** کہہ کر خطاب کرتا تھا اور اب ہر شخص اس کی رائے کا موید ہی نظر آتا ہے۔اس کے مخالفین نے اس پر طرح طرح کے الزام لگائے ،لیکن اس کے چال چلن میں کوئی عیب نہ نکال سکے۔

اسپینوزا کی تمام زندگی اعلیٰ درجہ کی جرآت کا نمونہ ہے۔خوف و ہراس،رنج وغم کا اس کی زندگی میں گزر نہ تھا،انتہائی تکلیف میں بھی خوش وخرم رہتا تھا۔جس خاندان کے ساتھ رہتا تھا کبھی کبھی اپنے رفیق زندگی پائپ منہ سے لگائے ،ان کے ساتھ ملاقاتی کمرے میں جا بیٹھتا اور ان سے ان کی سمجھ کے مطابق باتیں کرتا۔

باروخ اسپینوزا اپنی کتاب سیاست و مذہب میں حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

’’حکومتوں کو چاہیے کہ دارالعلوم قائم کریں کیونکہ آگے چل کر یہی دارالعلوم دارالبلاء ہو جاتے ہیں ،ہر شخص کو آزادی ہونی چاہیے کہ جو چاہے پڑھے اور جو چاہے سکھائے ،علم کی اصل ترقی کتابوں کی اشاعت اور مدارس کی کثرت پر منحصر نہیں بلکہ ضمیر کی آزادی پر۔‘‘

تصانیف: اسپینوزا نے ساری عمر تصنیف وتالیف کا کام کرتا رہا۔اسے شہرت کی بلندیوں پر پہلی کتاب جس میں اس نے ڈیکارٹ کے فلسفہ پر تنقید کی ،پہنچا دیا۔اس کتاب میں تنقید ہی نہیں تھی بلکہ ڈیکارٹ کی سوانح حیات بھی موجود ہے۔ڈیکارٹ کے فلسفہ کا خلاصہ اور پھر اس پر تبصرہ کیا گیا ہے۔اس کتاب کا نام **’’مبادیات فلسفۂ ڈیکارٹ‘‘** ہے۔یہ کتاب ۱۶۶۳ء میں شائع ہوئی تھی ۔تمام ممالک میں اس کتاب کی اشاعت پر پابندی لگا دی گئی۔اور اس کتاب کے رد میں سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔یہی وہ کتاب ہے جس کی اشاعت کے بعد باروخ

اسپینوزا کو ملحد، کافر اور زندیق جیسے خطابات سے نوازا گیا۔ ان خطابات کے دیے جانے کی وجہ اسپینوزا کی بائیبل پر بے لاگ تنقید تھی، اور پادریوں کے وجود کو اس نے انسانیت کے لیے اور عوام الناس کے حق میں مضر ثابت کیا تھا جسے پادری برداشت نہ کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی تنقید نے جرمنی اور تمام یورپ کے علمائے مذاہب کا زاویہ نظر بدل گیا بلکہ مسیحیت کی مذہبی تاریخ ہی بدل گئی۔۔ اگر یہ تنقید شائع نہ ہوتی تو نہ جرمنی میں اسٹراس پیدا ہوتا، نہ فرانس میں رینان اور نہ انگلستان میں رابرٹسن۔ آج جو مسیحی دنیا میں عقل و مذہب کے درمیان عظیم معرکہ کے بعد عقل کو جو مذہب کے بالمقابل طویل لڑائی کے بعد جو فتح نصیب ہو رہی ہے، اس کا بانی اسپینوزا ہے۔ ہیوم اور مل نے مل کر اس کے خیالات کی بنیاد پر تحریک جدید پیدا کر دی، اس تحریک کے ارکان، آہستہ آہستہ، کلیسا مسیح کے تمام مسلمہ عقائد سے دست بردار ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کتاب کی بدولت اسپینوزا کو گالیوں سے بھرے خطوط بھیجے جاتے تھے۔

پانچویں کتاب کا نام ''سیاست نامہ'' ہے، یہ کتاب اسپینوزا کی چھٹی کتاب ''قوس قزح نامہ'' کے ساتھ ہی بعد از وفات نامکمل ہی شائع ہوئی تھی۔ ساتویں کتاب ''خدا اور انسان'' جو فلسفۂ اخلاق ہی کا ایک حصہ ہے ۱۶۵۲ء میں لکھی گئی تھی۔ یہ کتاب لاطینی زبان میں لکھی گئی تھی۔

معزز قارئین! آخر میں مشہور جرمن فاضلِ الٰہیات شلائیر میخر کی کتاب مباحث متعلق مذہب سے اسپینوزا کے متعلق ایک اقتباس کے ساتھ ہی اس مضمون کا خاتمہ کیا جا رہا ہے۔

''وہ ایک بڑی روحانی شخصیت رکھتا تھا، خدائے غیر محدود اس کی ابتدا اور انتہا تھی اور اس کی پیدا کردہ کائنات اس کا واحد مطلوب تھا، وہ مذہب اور احساس مذہبی سے سرتاپا معمور تھا۔ پس باعتبار اپنی شخصیت کے یکتا ہے اور عام فلاسفہ و حکماء اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ وہ اپنے فن میں کامل تھا۔ اس ناپاک دنیا سے بالاتر، نہ اس کا کوئی شاگرد تھا اور نہ ہم صحبت۔''

(اس مضمون کا زیادہ تر حصہ جناب پروفیسر محمد یوسف خان صاحب سلیم کی تحقیق کا نچوڑ ہے۔ حکیم اسپینوزا کے عنوان سے ان کا مضمون معارف نامی رسالہ میں ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا تھا۔)

''میں دل کی نوکری کرتا ہوں سرکاری نہیں کرتا'' (مبارک صدیقی۔ لندن)

ہے میرا جرم بس اتنا ، اداکاری نہیں کرتا
اگر روزہ نہ ہو میرا مَیں افطاری نہیں کرتا

مجھے اُس شخص کی قربت سے تنہائی ہی بہتر ہے
جو اپنے یار لوگوں کی بھی ستّاری نہیں کرتا

جو مجھ سے پیار سے بولے میں اُس پر جان دیتا ہوں
میں اُس کی سات پشتوں سے بھی غداری نہیں کرتا

میں شاعر ہوں مگر جھوٹے قصائد کا نہیں یارو!
میں دل کی نوکری کرتا ہوں سرکاری نہیں کرتا

مجھے بُھولا نہیں مفلس سے گھر کا ایک وہ بچہ
جو سب کچھ دیکھتا تو ہے خریداری نہیں کرتا

میں غزلوں کی زمینوں میں محبت کاشت کرتا ہوں
میں سورج ہوں ، اندھیروں کی طرفداری نہیں کرتا

وہ کیا ہے کہ مجھے دل توڑنا اچھا نہیں لگتا
سو میں سب کچھ سمجھ کر بھی سمجھداری نہیں کرتا

شکایت تو نہیں مالک ، فقط یہ عرض کرنی ہے
جسے دل دے چکا ہوں ، وہ ہی دلداری نہیں کرتا

اب ایسے شخص کی دیوانگی پہ حیرتیں کیسی
جو اپنے ہی قبیلے سے وفاداری نہیں کرتا

کوئی تو ہے مبارکؔ جو مجھے کہتا ہے لکھنے کو
میں اپنے شوق سے کوئی غزل جاری نہیں کرتا

کیا یہ وہی دور تو نہیں؟ (قسط 4)

شگفتہ حسن صاحبہ۔ لندن

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اُن تاریک فتنوں کی آمد سے پہلے نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی تہ بہ تہ تاریکیوں کے مثل ہوں گے، آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، دُنیا کے چند ٹکوں کے بدلے اپنا ایمان بیچتا پھرے گا۔"

(صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۷۵)

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

تم بھی ٹھیک پہلی اُمتوں کے نقشِ قدم پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی اُس میں گھس کر رہو گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پہلی اُمتوں سے مُراد یہود اور نصاریٰ ہیں؟ فرمایا، اور کون۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر اُن میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری اُمت میں بھی اس قماش کے لوگ ہوں گے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۴۵۸، الترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹)

آخری زمانہ میں جہاں امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کے نازل ہونے کی خوشخبری اللہ اور رسول اللہ نے سنائی ہے وہیں دجال کی تصویر کشی بھی کی ہے۔ حدیث میں آخری زمانے کا سب سے بڑا فتنہ دجال کا خروج بتایا گیا ہے۔ (مسلم کتاب الفتن) رسول اللہؐ نے دجّال کے فتنہ سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اِن آیات میں مسیحیت کا رَدّ فرمایا گیا ہے۔ قرآن کریم نے سب سے خطرناک فتنہ مسیحیوں کا مسیح کو خُدا کا بیٹا قرار دینا بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۔ (سورۃ مریم ۹۲) قریب ہے کہ تمہاری اِس بات سے آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں۔ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۔ (سورۃ مریم ۹۲) کہ اِن لوگوں نے خُدائے رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں خُدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو فتنوں الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کا فتنہ جس سے یہود مُراد ہیں اور الضَّالِّينَ کا فتنہ جس سے مُراد عیسائی ہیں سے بچنے کی دُعا سکھائی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہود کے بارے میں فرماتا ہے: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ ان پر ذلت کی مار ڈالی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے گئے۔ سوائے اُن کے جو اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد (کی پناہ) میں ہیں۔ اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ واپس لوٹے اور اُن پر (بے بسی کی) مار ڈالی گئی۔ یہ اِس لیے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور وہ انبیاء کی ناحق سخت مخالفت کیا کرتے تھے۔ یہ اِس سبب سے ہوا جو اُنہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدِ اعتدال سے گزر جایا کرتے تھے۔ (قتل کے معنے سخت مخالفت اور بائیکاٹ کے بھی ملتے ہیں۔ دیکھیں لسان العرب) (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۳) گویا یہود ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔ قرآن کریم اور احادیث کی رو سے مسیح اور مہدیؑ کے زمانہ میں عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔

دجّال کے لغوی معنی لسان العرب کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کذاب یعنی سخت جھوٹا۔ ۲۔ مالدار اور خزانوں والا۔ ۳۔ بڑا گروہ جو اپنی کثرت سے زمین کو ڈھانپ لے۔ ۴۔ ایسا گروہ جو اموال تجارت اُٹھائے پھرے۔

دجّال سے متعلق احادیث پیش خدمت ہیں جن کے مطالعہ سے دجّال کی صحیح تصویر واضح ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (دجّال کو) میں نے سوتے ہوئے خواب میں کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری کتاب الفتن) پھر نبی ﷺ نے دجّال کو ظاہری حلیہ کے لحاظ سے ایک تنومند نوجوان، چوڑے سینے والا، سفید رنگ روشن پیشانی والا دیکھا۔ (مغربی اقوام کے یہی خدوخال ہیں)

(ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ کتاب الفتن ما ذکر فی فتنۃ الدجال)

دجّال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ (دُنیاوی آنکھ روشن اور رُوحانی آنکھ اندھی ہوگی) (بخاری کتاب الانبیاء) اُس کی بائیں آنکھ بہت چمکتی ہوئی ہوگی گویا کہ وہ ایک موتی ہے۔ (کنز العمال باب فی خروج الدجّال)

اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر لکھا ہوگا جسے پڑھا ہوا اور اَن پڑھ دونوں پڑھ سکیں گے۔ (یعنی اُس کا کُفر ظاہر و باہر ہوگا)

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

اصفہان کے ۸۰ ہزار یہودی دجّال کے ساتھ ہوں گے۔ (یہودی عیسائی اقوام کی بھرپور مدد کر رہے ہیں) (صحیح مسلم کتاب الفتن)

اُس دجّال کی سواری ایک ایسا گدھا ہوگا جس کا رنگ سفید ہوگا اور اُس کے ایک کان اور دوسرے کان کے درمیان تیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ اُس کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کے درمیان ایک رات اور ایک دن مسافت کا فاصلہ پڑے گا۔ اُس کے لیے زمین سمیٹی جائے گی (یعنی وہ بڑی سُرعت سے سفر کرے گا) وہ سورج کے غروب ہونے کے مقام پر اُس سے پہلے پہنچ جائے گا۔ سمندر کا پانی اُس کے ٹخنوں تک پہنچے گا۔ اُس کے آگے سیاہ دھوئیں کا پہاڑ ہوگا تو پیچھے سبز رنگ کے دھوئیں کا۔ وہ ایسی آواز دے کر بلائے گا کہ اُس کو زمین و آسمان کے درمیان سب سُنیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے دوستو! براہ کرم آجاؤ۔ اے میرے پیارو! براہ مہربانی آ جاؤ۔ (ہوائی جہاز اور بحری جہاز) (منتخب کنز العمال۔ برحاشیہ مسند احمد بن حنبل۔ الجزء السادس صفحہ ۵۳۔ دار الذکر للطباعۃ والنشر بیروت)

رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ دجّال روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ لے کر چلے گا۔ اور بڑی تیزی سے دُنیا میں پھیلے گا۔ اور ہر طرف فتنہ و فساد اور تباہی پھیلائے گا اور جسے چاہے گا قتل کرے گا اور جسے چاہے گا زندہ کرے گا اُس کے حکم پر بارش بھی برسے گی اور زمین کھیتی اگائے گی اور اپنے خزانے نکال باہر کرے گی۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) اس کے ساتھ جنّت بھی ہوگی اور آگ بھی ہوگی اور جسے وہ جنّت کہے گا وہ حقیقتاً آگ ہوگی۔ (بخاری کتاب الانبیاء) شارح بخاری علامہ ابن حجر اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ دجّال انعام و اکرام اور سزا پر قادر ہوگا جو اُس کی اطاعت کرے گا اس پر انعام و اکرام کرے گا گویا وہ اُسے اپنی جنّت میں داخل کرے گا لیکن حقیقتاً اخروی لحاظ سے یہ جہنم ہوگی اور جو اُس کی نافرمانی کرے گا وہ اُس کی دُنیا جہنم بنا دے گا۔ مگر ایسے لوگ اخروی جنّت کے وارث ہوں گے۔ (فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

دجّال کے دونوں کانوں میں سے ہر ایک کی لمبائی تیس ۳۰ ہاتھ ہوگی۔ (ٹیلیفون، فیکس، ای میل وغیرہ کی طرف اشارہ ہے، جہاز کے پروں کا درمیانی فاصلہ بھی مُراد ہے) (کنز العمال باب الدجال)

مسیح موعود دجّال کو باب لد میں قتل کرے گا۔ (لد کے معنی بحث کرنے والے، جھگڑنے والے افراد ہے۔ سورۃ مریم آیت ۹۸ میں اللہ فرماتا ہے وَتُنذِرَ بِهِ قَوْماً لُّدًّا یعنی قرآن اس لیے آیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ بحث کرنے والی قوم کو انذار کرے۔) (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

دجّال مسیح موعود کو دیکھ کر نمک کی طرح گھلتا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسیحؑ کے ذریعہ دجّال کو ہلاک کرے گا۔ (عیسائی احمدیوں سے گھبراتے ہیں) (مسلم کتاب الفتن فی فتح قسطنطنیہ وخروج الدجال ونزول عیسیٰ ابن مریم)

دجّال مشرق سے نکلے گا اور وہ زمانہ اختلاف اور فرقہ بندی کا ہوگا اور دجّال کا غلبہ ۴۰ دن رہے گا۔ مومن سخت تنگی معلوم محسوس کریں گے تب عیسیٰ تشریف لا کر لوگوں کی امامت کرائیں گے اور جونہی وہ رکوع سے سر اُٹھائیں گے اللہ دجّال کو قتل کردے گا اور مسلمان غالب آجائیں گے۔ (مسیح موعود کو دجّال پر فتح عبادات اور دُعاؤں کے نتیجہ میں حاصل ہوگی) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد ۷ صفحہ ۳۴۹ مکتبۃ القدسی القاہرہ ۱۳۵۳ھ)

دجّال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتب مریم)

دجّال دین میں فساد و کجی پیدا کرنے کے لیے دین کے گرد چکر لگائے گا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۹ صفحہ ۴۱۱ کتاب الفتن)

شرح مشکوٰۃ میں مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے بھی دجّال کے خانہ کعبہ کے طواف سے مُراد یہ لیا ہے کہ دجّال خانہ کعبہ کی ویرانی اور تباہی کے درپے ہوگا۔ (مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ کتاب الفتن)

دجّال ایک ایسے گدھے پر سوار ہوگا جو روشن ہوگا اُس کے دونوں کانوں کے درمیان ستّر گز کا فاصلہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب العلامات وذکر الدجال)

دجّال کے گدھے کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کا فاصلہ ایک دن اور ایک رات کے برابر ہوگا اور وہ ساری زمین کا سفر کرے گا وہ بادلوں کو پکڑنے پر قادر ہوگا اور سورج کے غروب ہونے کی جانب سفر کرتے ہوئے سورج سے بھی آگے نکل جائے گا وہ سمندر میں چلے گا اور سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک ہوگا جب وہ سفر کرے گا تو بلند آواز سے یہ اعلان کرے گا۔ کہ اے میرے دوستو میری طرف آجاؤ۔ اے میرے پیارو میری طرف آجاؤ۔ (ہوائی جہاز اور بحری جہاز) (کنز العمال کتاب القیامتہ من قسم الافعال باب الدجال حدیث نمبر ۳۹۷۰۹) اُن سواریوں میں سُوراخ یعنی دروازے بھی ہوں گے اور زینے یعنی نشستیں بھی ہوں گی۔
(بحار الانوار جل ۵۲ صفحہ ۱۹۲ از امام محمد باقر مجلس دار احیاء التراث العربی لبنان)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کی جو علامات بیان فرمائی تھیں وہ آج لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں اور اگر دجّال ظاہر ہو چکا ہے تو امام مہدی و مسیح موعود کا ظہور بھی ضروری ہے۔ باقی اگلے شمارہ میں۔

اُمّت کے زوال کا وقت ہے!! (رانا حسن خاں۔لندن)

(مضمون از مولانا سعید احمد جلال پوری (مرحوم) سابق مدیر ماہنامہ ''بینات'' پر تبصرہ)

مولانا سعید احمد جلال پوری دیو بندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا یوسف لدھیانوی کے قتل کے بعد انہوں نے ان کا مشن جاری رکھا اور پھر مولانا سعید احمد جلال پوری کو بھی فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ مولانا مرحوم کا ایک مضمون ماہنامہ بینات میں جون ۲۰۰۸ء میں چھپا تھا۔ اس مضمون میں امت مسلمہ میں زوال اور اس کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:۔

ہمارے دلوں سے ایمانی غیرت اور دینی حمیت رُخصت ہو چکی ہے، اور ہماری ایمانی رُوح مَر چکی ہے۔ ہم ذلّت وادبار کی گہرائی میں گِر چکے ہیں۔

اِس وقت مسلمان من حیث القوم مجموعی اعتبار سے تقریباً بد عملی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اِس وقت مسلمانوں میں ذوقِ عبادت اور شوقِ شہادت کا فقدان ہے، بلکہ مسلمان بھی الا ماشاء اللہ۔۔ کُفّار اور مشرکین کی طرح موت سے ڈرنے لگے ہیں۔ اس وقت تقریباً مسلمانوں کو، دین مذہب، ایمان، عقیدہ سے زیادہ اپنی اپنی اولاد اور اپنے خاندان کی دُنیاوی راحت و آرام کی فکر ہے۔ آج کل مسلمان الا ماشاء اللہ۔۔۔ موت، مابعد الموت، قبر، حشر، آخرت، جہنم اور جنّت کی فکر و احساس سے بے نیاز ہو چکے ہیں اور اُنہوں نے کافر اقوام کی طرح اپنی کامیابی و ناکامی کا مدار دُنیا اور دُنیاوی اسباب و ذرائع کو بنا لیا ہے۔ اِس وقت مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد، بھروسہ اور توکل نہیں رہا، اِس لیے وہ دُنیا اور دُنیاوی اسباب و وسائل کو سب کچھ باور کرنے لگے ہیں۔ جب سے مسلمانوں کا اللہ کی ذات سے رشتہ عبدیت کمزور ہوا ہے، انہوں نے عبادات اور اعمال کے علاوہ قریب قریب سب کچھ ہی چھوڑ دیا ہے حتیٰ کہ بارگا الٰہی میں رونا، بلبلانا اور دُعائیں مانگنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ جس طرح کُفر و شرک کے معاشرہ اور بے خُدا قوموں میں بدکرداری، بدکاری، چوری، ڈکیتی، شراب نوشی، حرام کاری، حرام خوری، جبر، تشدد، ظلم اور ستم کا دور دورہ ہے ٹھیک اِسی طرح نام نہاد مسلمان بھی اِن بُرائیوں کی دلدل میں سرتا پا غرق ہیں۔

اب (شاید ہی) کوئی مسلمان حلال و حرام کی تمیز کرتا ہو، اس لیے مسلم معاشرہ میں بھی، سود، جواء، رشوت، لاٹری اور انعامی سکیموں کا دور دورہ ہے۔ جو معاشرہ عموماً چوری، ڈکیتی، مار دھاڑ، اغوا برائے تاوان، جوئے، لاٹری، انعامی سکیموں اور رشوت پر پل رہا ہو، اور جہاں ظلم اور تشدد عروج پر ہو، جہاں کسی غریب کی عزت و ناموس اور مال و دولت محفوظ نہ ہو، وہاں اللہ کی رحمت نازل ہو گی یا اللہ کا غضب؟ پھر یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ کُفر کے ساتھ حکومت چل سکتی ہے، مگر ظُلم کے ساتھ نہیں چل سکتی، اِس لیے کہ اللہ کی مدد مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اور ظالم چاہے مسلمان ہی کیوں نہ ہو، اللہ کی مدد سے محروم ہوتا ہے۔

جس قوم اور معاشرہ کی غذا، لباس، گوشت، پوست حرام مال کی پیداوار ہوں، اُن کی مدد اللہ کیسے کرے۔ کیا ایسا معاشرہ جہاں دین، دینی اقدار کا مذاق اڑایا جاتا ہو، جہاں قرآن و سنت کا انکار کیا جاتا ہو، جہاں اس میں تحریف کی جاتی ہو، جہاں ان میں من مانے مطالب، مفاہیم اور معانی پہنائے جاتے ہوں، جہاں حدود اللہ کا انکار کیا جاتا ہو، جہاں سود کو حلال اور شراب کو پاک کہا جاتا ہو، جہاں زنا کاری اور بدکاری کو تحفظ ہو، جہاں ظلم و تشدد کا دور دورہ ہو، جہاں مسلمان کہلانا دہشت گردی کی علامت ہو، جہاں بے قصور معصوموں کو کافر اقوام کے حوالے کیا جاتا ہو، جہاں بدکار اور مجرم معزز اور معصوم ذلیل ہوں، جہاں توہین رسالت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کیا جاتا ہو، جہاں باغیان نبوّت کو اقتدار کی چھتری میسر ہو، جہاں محافظین دین و شریعت پابند سلاسل کیا جاتا ہو، جہاں کلمہ حق کہنے والوں کو گولیوں سے چھلنی کیا جاتا ہو، جہاں مسلمان طالبات اور پردہ نشین خواتین کو درندگی کا نشانہ بنایا جاتا ہو، ان کی لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی ہو، ان کے جسم کے چیتھڑے اُڑائے جاتے ہوں، اِن کو دفن کرنے کے بجائے اِن کی لاشوں کو جلایا جاتا ہو، جہاں دینی مدارس بند اور قحبہ خانے کھولے جاتے ہوں، جہاں عوام نانِ شبینہ کے محتاج ہوں اور اربابِ اختیار ۲۰،۲۰ لاکھ روپے ایک رات ہوٹل کے قیام کا کرایہ ادا کرتے ہوں، جہاں اپنے اقتدار اور حکومت کے تحفظ کے لیے دین و مذہب،

اورشرم وحیا کی تمام حدود کو پھلانگا جاتا ہو، وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوگی؟ یا اللہ کا عذاب وعقاب؟؟؟

بلا شبہ آج کا دور دجالی فتنے اور نئے نئے نظریے کا دور ہے، زمانہ بوڑھا ہو چکا، ہم جنس پرستی کو قانونی جواز حاصل ہو چکا، ناچ گانے کی محفلیں عام ہو چکیں، دیکھا جائے تو یہ قرب قیامت کا وقت ہے، اس وقت مسلمانوں سے اللہ کی حفاظت اور مدد اُٹھ چکی ہے، مسلمانوں کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں، سچی بات یہ ہے کہ اللہ کی ناراضگی، چاپلوسی، انانیت، خود پسندی اور اُمّت کے زوال کا وقت ہے، فتنہ وفساد عروج پر ہیں، خیر سے محروم لوگوں کی کثرت ہے لعنت وغضب کا وقت ہے، اور یہود ونصاریٰ کی نقالی کامیابی کی معراج شمار ہونے لگی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگوں اور معاشرہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا قدرو قیمت ہوسکتی ہے؟

(مولانا سعید احمد جلال پوری مدیر ماہنامہ بینات دارالعلوم مارچ اور جون ۲۰۰۸ء صفحہ ۲۱،۲۲)

قارئین کرام! مولانا سعید احمد جلال پوری کا دلچسپ مضمون آپ نے ملاحظہ فرمایا صاحب مضمون نے کس صفائی کے ساتھ علماءِ سُو کا دامن دینی، قومی، ملی اور معاشرتی بیماریوں سے پاک صاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ بھول گئے کہ اُمّت مسلمہ کے بگاڑ کے اصل ذمہ دار نام نہاد مسلمان یا نام نہاد مسلمان حکومتیں نہیں بلکہ نام نہاد علماء ہی ہیں۔ علماء کا کام معاشرے کی تربیت کرنا ہوتا ہے۔ اگر علماء صراطِ مستقیم پر ہوتے تو یقیناً ہمارا معاشرہ ذلّت کی اتھاہ گہرائیوں کی بجائے عزّت کی بُلندیوں کی طرف گامزن ہوتا۔ کینسر ایک دن میں جوان نہیں ہوتا بلکہ آخری حد تک پہنچنے کے لیے طویل وقت درکار ہوتا ہے۔ اسی طرح معاشرتی انحطاط بھی ایک دن میں نہیں ہوتا بلکہ طویل مدت کے بعد انتہائی ذلّت کا طوق معاشرے کا نصیب بن جایا کرتا ہے۔

وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ ایک دم نہیں ہوتا

معزز قارئین! کاش کذب بیانی علماء کا دلچسپ مشغلہ نہ ہوتا۔ کاش یہ نقاب پوش خواتین کے ہاتھوں میں ڈنڈے اور اساتذہ کے ہاتھوں میں بندوقیں دیکھ سکتے۔ وہ منظر بھی دیکھ سکتے جب مولانا عبدالعزیز امام جامعہ حفصہ بُرقع پہن کر فرار ہورہے تھے، بچوں اور بچیوں کو بے یارو مددگار چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی کوشش میں مصروف تھے۔ سبھی کو بُرقع بھی نظر آیا اور بُرقع پوش بھی مگر جلال پوری صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات کو کچھ بھی دکھائی نہیں دیا، اور آج تک دکھائی نہیں دے رہا۔ یہاں مجھے شیخ سعدیؒ کا ایک شعر یاد آرہا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

نبینی که جایی که برخاست گرد
نبیند نظر گرچه بیناست مرد

فرماتے ہیں ’’کیا تجھے معلوم نہیں جس جگہ گرد وغبار بلند ہوتا ہے، اگرچہ آدمی آنکھیں رکھتا ہے لیکن وہاں دیکھ نہیں سکتا۔‘‘

قارئین کرام! جہاں آنکھوں میں تعصب، جھوٹ اور فرقہ واریت کا دُھواں بھرا ہوا ہو، وہاں سچائی کا نُور نظر نہیں آیا کرتا۔ مولانا صاحب کی طرف سے گزشتہ صفحات میں بیان کیے گئے حقائق، انتہائی دردناک صورت ہمارے معاشرے کی پیش کرتے ہیں۔ یوں دکھائی دیتا ہے گزشتہ تمام زمانوں کی بُرائیاں ہمارے اسلامی معاشرہ میں درآئی ہیں۔ مذہب کے ٹھیکیدار بڑی ڈھٹائی سے اپنے آپ کو اسلام کے امین بتاتے ہیں اور عوام الناس کو جو مسلمان کہلاتے ہیں کو کافر بنا دیتے ہیں۔ تمام فرقے اپنے آپ کو سچا گردانتے ہیں اور دوسروں کو کافر۔ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں:۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

’’اے لوگو! بہت سے شیطان انسان کی شکل بنائے پھرتے ہیں اس لیے بغیر سوچے سمجھے ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔‘‘

نیست چہرہ چوں ترا چہرہ کند
نُور ندھد مر ترا تیرہ کند

’’جو کہ خود ہی اچھا اور نیک نہیں ہے۔ وہ تجھے کیا درست کرے گا۔ وہ تجھے نُور تو کیا دے گا بلکہ اور زیادہ سیہ دل بنادے گا۔‘‘

وائے آں طالب کہ درد مش فتاد
ہر چہ بودش نقد او برباد داد

’’اس طالب پر افسوس ہے کہ جو اس کے جال میں پھنس گیا۔ پھر خواہ کچھ بھی ہو، اس کا نقد مال و دولت سب برباد ہو جاتا ہے۔‘‘ (بحوالہ تعلیم غوثیہ المعروف مراۃ الوحدت)

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو صراط مستقیم عطا فرمائے۔ آمین

لڑکی نے امریکیوں کے بلین $ ڈالر کیسے لوٹے؟

تحریر و تحقیق: زکریا ورک۔ ٹورنٹو کینیڈا

امریکہ میں آج کل ایک 35 سالہ لڑکی ایلزبیتھ ہومز Elizabeth Holmes کا بہت چرچا ہے جس نے بڑے بڑے صنعتکاروں، بزنس مین، وینچر کیپٹیلسٹ کو ایک لیب ٹیسٹ کا دھوکا دے کر ان کے ملین آف ڈالرز دن دہاڑے لوٹے ہیں۔ مارچ 2018 میں ایلزبیتھ پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے اپنی بائیوٹیک کمپنی تھرانوز Theranos کے لئے 700 ملین ڈالر انوسٹرز سے لئے تھے کیونکہ اس کی کمپنی نے خون کی ٹیسٹنگ کے لئے انقلابی ٹیکنالوجی دریافت کی تھی۔ ٹیسٹ کرنے والی مشین کا نام ایڈیسن تھا۔ وال مارٹ کے فاؤنڈرز، وفاقی حکومت کی ایجوکیشن سیکرٹری بیٹسی ڈیووس DeVos اور دیگر انوسٹرز نے 600$ ملین کا نقصان اٹھایا ہے۔

ایلزبیتھ نے 2003 میں کیلی فورنیا میں ایک کمپنی تھیرانوز Theranos کی داغ بیل رکھی تھی جس کا دعویٰ تھا کہ اس نے ایسی مشین ایجاد کی ہے جس کے ذریعہ انسانی خون کے ایک ڈراپ سے اس ٹیسٹ کے ذریعہ 70 بیماریوں کا پتہ لگایا جاسکتا تھا۔ اگلے دس سال تک وہ دعویٰ کرتی رہی کہ وہ ایسی مشین پر کام کررہی ہے جس کے ذریعہ ایک ہزار ٹیسٹ کئے جاسکیں گے۔ ایلزبیتھ کی حمایت اور پشت پناہی بڑے بڑے مالدار انویسٹر اور جغادری سیاست دان کر رہے تھے جن میں سابق سیکرٹری آف سٹیٹ ہنری کیسنجر، سکرٹری آف ڈیفنس جیمز ماٹس، بل، صدر بل کلنٹن، ریگن کے دور حکومت کے سکرٹری آف سٹیٹ جارج شولز شامل ہیں۔ ایلزبیتھ کی جارج شولز سے ذاتی گہری دوستی تھی اور اس کے گھر پر فیملی فرینڈ کے طور پر پارٹیز میں شامل ہوتی تھی۔ ہنری کسنجر کی طرح وہ تھرانوز کمپنی کا بورڈ ممبر بھی تھا۔ جارج شولز کے پوتے ٹائیلر شولز کالج ختم کرنے کے بعد پہلی ملازمت تھرانوز میں حاصل کی تھی۔ ٹائیلر شولز نے سب سے پہلے تھرانوز میں کرپشن کے بارے میں وال سٹریٹ جرنل کو بتایا تھا۔ ایلزبیتھ نے ٹائیلر شولز پر مقدمہ دائر کرنے کی دھمکی دی تھی۔ دادا جارج اس دوران ایلزبیتھ کا حمایتی بنا رہا، اور پوتے سے مطالبہ کیا کہ وہ اخبار کو اطلاعات دینا بند کردے۔

حالانکہ ایلزبیتھ (پیدائش فروری 1984) انیس سال کی عمر میں سٹین فورڈ یونیورسٹی کی ڈراپ آؤٹ بن چکی تھی مگر دولت مند لوگ اور گھاگ سیاستدان اس کے جھانسے میں آ گئے۔ اس کو بائیوٹیکنالوجی کی فیلڈ میں کوئی خاطر خواہ تجربہ نہیں تھا۔ کمپنی شروع کرنے کی وجہ اس نے یہ بتائی کہ اس کو سرنج اور سوئیوں سے خوف آتا تھا۔ اس کے باوجود وہ 2014 میں وہ لوگوں سے 400 ملین ڈالر ہتھیا چکی تھی اور اس کی اندازاً قیمت 9 بلین ڈالر تھی۔ 2016 میں شہرہ آفاق میگزین فوربز نے کمپنی کی نیٹ ورتھ 800 ملین لگائی جبکہ 724$ ملین کیپٹیل جمع ہو چکا تھا۔ 2018 میں فوربز نے اس کو دنیا کی سیلف میڈ بلین ائر کم عمر عورت کا خطاب دیا تھا۔

تاھم موقر اخبار وال سٹریٹ جرنل میں 2015 میں انویسٹی گیٹو جرنلسٹ John Carreyrou کا ایک تفتیشی مضمون شائع ہوا تو لوگوں نے سوال اٹھانے شروع کئے کہ آیا تھرانوز کے پاس واقعی یہ ٹیکنالوجی ہے؟ جان کیری رو ایک کتاب Bad Blood کا مصنف بھی ہے جس میں ایلزبیتھ کے انوکھے فراڈ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ تھرانوز کے بلند بانگ دعووں پر جلد ہی REDDIT ویب سائٹ پر لوگوں نے تھرانوز کی ٹیکنالوجی کو موضوع بحث بنایا جس سے اس کی اصل حقیقت لوگوں پر عیاں ہونا شروع ہوگئی۔ یکم مارچ 2019 کو یوٹیوب کے چینل کولڈ فیوژن ColdFusion نے ویڈیو دکھایا جس کا نام تھا۔ Theranos - Silicon Valley's Greatest Disaster۔ ایک ماہ کے عرصہ میں دس لاکھ سے زیادہ لوگوں نے

اس ویڈیو کو دیکھا اور سراہا۔

امریکہ کے سکیورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن SEC نے مارچ 2018 میں ایلز بیتھ ہومز اور تھرانوز کے ہندوستانی امریکن پریذیڈنٹ رامیش (سنی) بلوانی پر فراڈ کا الزام عائد کیا۔ فردِ جرم میں کہا گیا تھا کہ انہوں نے انویسٹرز کو دھوکہ دیا ہے گویا انہوں نے پورٹیبل بلڈ انالائزر کمرشل سطح پر تیار کر لیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس دوران بلڈ ٹیسٹ کے لئے دوسروں کے بنائے ہوئے بلڈ انالائیزر استعمال کر رہے تھے۔ 15 جون 2018 کو ہومز اور بلوانی فیڈرل فراڈ چارجز کی فرد جرم عائد کی گئی۔

4 ستمبر 2018 کو تھرانوز کمپنی کے دروازے پر قفل چڑھا دیا گیا، تمام پروڈکشن بند کر دی گئی اور سٹاف کو برخواست کر دیا گیا۔

رامیش بلوانی Ramesh Ralwani کی پیدائش (1965) پاکستان میں ہوئی مگر ملک میں اقلیتوں کے مخدوش حالات کی وجہ سے جلد ہی اس کا خاندان ہندوستان منتقل ہو گیا۔ تھرانوز میں وہ ایلز بیتھ کا بوائے فرینڈ، پارٹنر اور چیف آپریٹنگ آفیسر تھا بلکہ کچھ سال وہ اس کے دام محبت میں گرفتار رہا تھا۔ دونوں کی عمر میں ۱۸ سال کا فرق تھا مگر رومانس اور پیار کا یہ تعلق افلاطونی platonic تھا۔ سلیٹ میگزین میں شائع ہونیوالی رپورٹ کے مطابق بلوانی کمپنی کے ملازمین کی حرکت و نقل پر سیکیورٹی کیمروں کے ذریعہ نظر رکھ کر ملازمین میں دہشت پھیلاتا تھا۔ نیوآرک کیلی فورنیا میں کمپنی کی لیبارٹری کی مارچ 2016 میں انسپکشن کے بعد اس کو کسی لیبارٹری کی ملکیت پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ مئی میں اس نے کمپنی کو چھوڑ دیا۔ اس وقت وہ سان ہوزے میں چلنے والے مقدمے کا منتظر ہے۔ مگر وہ خود کو تمام الزامات سے بری الزمہ قرار دیتا ہے۔

مارچ 2019 میں ہومز نے اپنے پر لگنے والے الزامات کو ختم کرنے کے لئے SEC کو ۵ لاکھ ڈالر کا جرمانہ ادا کیا اور وہ تمام رقم جو انویسٹرز نے اس کو دی تھی وہ ان کو واپس کرنے کا وعدہ کیا۔ وہ کسی پبلک کمپنی کی اگلے ۱۰ سال تک ڈائریکٹر نہیں بن سکتی۔ ہومز کے پاس 19 ملین سٹاک کے شیئرز تھے جن سے وہ ہاتھ دھو بیٹھی۔ ہومز نے وائر فراڈ چارجز میں اقبال جرم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

تازہ رپورٹ کے مطابق 23 اپریل 2019 کو ایلز بیتھ سان ہوزے (کیلی فورنیا) کے فیڈرل کورٹ ہاؤس میں status hearing کے لئے حاضر ہوئی تا اس پر لگنے والے نو وائر فراڈ چارجز اور دو فراڈ کرنے کی سازش کے الزامات سنے جا سکیں۔ شہادت کے طور پر دو ملین دستاویزات پیش کی جائیں گی۔ آثار بتاتے ہیں کہ ایلز بیتھ کو دو ملین کا جرمانہ اور بیس سال کی قید ہو جائیگی۔ اس کا ٹرائیل جولائی میں شروع ہوگا۔

امریکہ میں ٹیلی ویژن پر سہ پہر کے وقت ایک پروگرام ڈاکٹر آز شو Dr Oz Show ٹیلی وائز ہوتا ہے۔ 25، اپریل کے شو میں ڈاکٹر آز کا تحقیقاتی پروگرام تھرانوز اور ایلز بیتھ ہومز پر تھا۔ ڈاکٹر آز نے وال سٹریٹ جرنل کے صحافی کا انٹرویو کیا، نیز ایک گھر کی بھیدی whistleblower لیبارٹری میں کام کرنیوالی ٹیکنیشن Erika Cheung نے بتایا کہ تھائی رائیڈ کے لئے کئے جانیوالے مختلف ٹیسٹوں کے ریزلٹ ہر بار غلط آتے تھے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں نے سات ماہ کی ملازمت کے دوران محسوس کیا کہ بلوانی ایک دہشت پھیلانے والا ڈکٹیٹر تھا جو طیش میں آ کر بے تکان ملازمین پر مغلظات بکتا رہتا تھا۔ ایلز بیتھ بھی کچھ کم نہیں تھی اس کا سپنا تھا کہ مریض کا آیا ہوا بلڈ سیمپل بیس منٹ میں پروسیس ہو جائے چاہئے وہ غلط ہی ہو۔ ڈاکٹر آز نے ان 70 امراض کی فہرست بھی دکھائی جن کی مزعومہ تشخیص خون کی قطرے سے اس کی لیب میں جا سکتی تھی۔ بارہ سال تک یہ لڑکی مریضوں کے خون ٹیسٹ غلط کرتی رہی، نہ جانے کتنے لاکھ بے گناہ لوگ اس وجہ سے موت کی گہری نیند سو گئے۔ ان کے اعزہ و اقرباء کا کوئی پرسان حال نہیں۔ مگر ایلز بیتھ اس وقت عیش و آرام سے اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ آزاد گھوم پھر رہی ہے۔ سلی کان ویلی (کیلی فورنیا) جہاں بڑی بڑی حیران کن ایجادات سے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈالا جاتا ہے یہ ٹھگی اور فراڈ میں اپنی نوعیت کا انوکھا فراڈ تھا۔ لوگوں کی آنکھوں میں اس لڑکی نے کیسے دھول جھونکی کہ ہر کوئی اتنے سال تک بے وقوف بنا رہا۔ ویسے سپر پاور امریکہ جیسے تہذیب یافتہ ملک میں ایسے کام بھی ہوتے ہیں۔

ہومیو پیتھک نُسخہ جات

برائے موٹاپا، کتے کا کاٹنا

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

جلد، خارش، ایگزیما

اگر پیٹ پر بھورے داغ ہوں۔ لائیکوپوڈیم

جسم کے رنگ کو نکھارنے کے لیے آئیوڈیم بہترین دوا ہے۔ ۲۰۰ طاقت ہفتے میں تین بار یا دس دن بعد ۱۰۰۰ طاقت میں ایک بار۔

اگر مندرجہ بالا دوا زیادہ فائدہ مند نہ ہو تو کاسٹیکم ۲۰۰ ہفتہ میں دو بار اور لائیکوپوڈیم ہفتہ میں دو بار دینا مفید ہے۔

رنگ کو نکھارنے کے لیے سارسپریلا بھی مفید ہے۔

چہرے پر دانے اور داغ 200 Belladonna روزانہ۔

Natrum Mur روزانہ ۔۲...Silicea+Calc.Flour 6x

Kali Bich.+Silicea=30اور200

Mother,s marke یا NaevusMole کے لیے تھوجا مدر ٹنکچر تلوں پر صبح شام لگانا اور ۲۰۰ طاقت میں ہفتہ میں تین چار بار دینا نہایت مفید ہے ساتھ کاسٹیکم ۳۰ دن میں دو تین بار دینا چاہیے۔ اس دوا کے علاوہ کلکیر یا کارب، فاسفورس اور لائیکوپوڈیم بھی مفید ہیں۔

اگر جلد پر سوزش ہو جائے، جلد سرخ ہو جائے یا جلد پر سخت خارش ہو (جسم کے کسی حصے میں بھی ایسی صورت ہو) تو یہ نسخہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ بیلاڈونا ۳۰ + سلیشیا ۳۰ یا سلفر ۳۰ + مرک سال ۳۰ + گریفائیٹس ۳۰ + آرسنک ۳۰ + کاسٹیکم ۳۰۔ ملا کر چند دن روزانہ تین بار۔

(حسبِ ضرورت ۲۰۰ میں بھی استعمال کر سکتے ہیں) (شدید ایگزیما ہوتا ہے)

اگر مریض کی پیٹھ پر اکثر پھوڑے نکلتے ہوں اور گردن کی پشت اور دائیں یا بائیں کندھے کے اوپر کاربنکل نکل آتا ہو (کاربنکل اکثر ذیابیطس کی وجہ سے ہوتا ہے) اگر ہومیو پیتھک دوا ٹیر ینٹولا ہسپانیہ کی دیگر علامتیں ملتی ہوں تو دونوں تکلیفوں کو شفا ہوسکتی ہے۔

سکتی ہے۔

جلد میں دُکھن کا احساس ہو اور ہلکے دباؤ کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ ٹیرینٹولا ہسپانیہ (بعض اوقات مریض کپڑے کا وزن بھی برداشت نہیں کر سکتا) تمام جسم میں جلن اور خارش بھی ٹیرینٹولا کی نمایاں علامتیں ہیں۔

جب ٹانگ میں زہر بھر جائے تو ہائپر یکم ۳۰ اور میگنیشیا فاس ۳۰ ملا کر لینا مفید ہے۔

بیڈسور کے لیے آرنیکا ۲۰۰ ہفتہ میں تین بار اور ساتھ کالی میور، فیرم فاس اور سلیشیا ۱۶ ایکس میں ملا کر روزانہ تین بار لینا مفید ہے۔

اگر تھوڑے سے دباؤ پر جسم پر آبلے پڑ جائیں۔ رننکولس۔ اگر چہرے، گردن، کمر، کھوپڑی اور چھاتی پر چھوٹے چھوٹے پھوڑوں کے نشان ہوں۔ کالی آئیوڈائیڈ خشک خارش کے لیے یہ نسخہ مفید ہے۔ سلفر ۲۰۰ اور بیلاڈونا ۲۰۰ ہفتہ میں تین بار اور مرک سال ۲۰۰ چند دن روزانہ ایک خوراک بعد میں ہفتہ وار اور ساتھ میں آرسینک، ریڈیم برومیٹم اور کالی میور ملا کر ۳۰ طاقت میں روزانہ تین چار بار۔

جب جلد سے چانے اُتریں آرسینک ۳۰ یا ۲۰۰ لیکسس ۳۰ یا ۲۰۰ ملا کر۔ ۲۰۰ طاقت ہو تو پہلے تین دن روزانہ ایک بار بعد میں ہفتہ میں تین بار اور ۳۰ طاقت میں لینی ہو تو روزانہ تین چار بار۔

اگر چہرے پر چھوٹے چیچک کے نشان ہوں تو ہر پندرہ دن بعد وریولینم ۲۰۰ اور سارسنیاپی ۳۰ دو بار روزانہ دینا مفید ثابت ہوتا ہے۔ (نوٹ۔ جس دن وریولینم دی جائے اس دن کوئی دوسری دوا نہ دی جائے)

چہرے کے دانوں اور زخموں کے نشانوں کے لیے جو پھوڑے اور ناسور چھوڑ گئے ہوں کے لیے سلیشیا ۱۶ ایکس اور کلکیر یا فلور ۱۶ ایکس ملا کر روزانہ تین بار۔

اگر کتے کے کاٹنے سے زخم کا نشان رہ جائے۔ لوئیسین

پرانے زخموں کے نشان جن کے کنارے سرخ ہو جائیں اور ان پر یا ان کے قریب خارش ہو اور پھنسیاں بنیں۔ ایسڈ فلورا

جلدی امراض میں سلفیورک ایسڈ مفید ہے۔ اس دوا کی بعض علامتیں سلفر سے

سے ملتی ہیں۔

اگر جلد بہت حساس ہو اور ذراسی رگڑ لگنے سے بھی زخم بن جاتے ہوں یا گٹے پڑ جاتے ہوں۔ سلفر (سلفر چنبل کی بہترین دواؤں میں سے ہے۔ مگر محض اس پر انحصار نہیں کیا جاسکتا)

چہرے پر کیلوں کے لیے یہ نسخہ مفید ہے۔ بیلا ڈونا، کالی بائیکروم اور سلفر ملا کر ۳۰ طاقت میں روزانہ ایک دو بار اور ساتھ سلیشیا، کالی فاس اور فیرم فاس ملا کر ۱۲ ایکس میں روزانہ تین بار۔

چہرے پر کیل مہاسوں کے لئے سلیشیا کے ساتھ کالی بائیکروم یا کالی برومیم ۳۰ طاقت میں ملا کر دن میں تین بار بھی مفید ہے۔ جوانی کے آغاز پر نکلنے والے دانوں کے لئے جو خاص طور پر تھوڑی پر نکلتے ہوں کے لئے اسٹیریاس روبنز مفید دوا ہے۔

چھالے، خشک خارش، تر خارش، جلد پر خشکی سے ایسے چھلکے اُتریں جیسے مچھلی کے پر ہوتے ہیں، خارش سے خون بہنے کا رجحان ہو، پھوڑے پھنسیاں اور جلن کی علامت نمایاں ہوتو سلفر نہایت مفید ہے۔ اگر فائدہ نہ بھی دے علامتوں کو واضح کردیتی ہے۔

سر پر ایگزیما ہوجائے جس میں کوئی پھوڑا پھنسی وغیرہ نہ ہو لیکن شدید درد اور تکلیف ہو۔ سٹیفی گیریا۔ (بعض دفعہ اعصاب پر اُبھار اور گومڑ بن جاتے ہیں جن میں شدید درد ہوتا ہے)

تنگ جوتا پہننے سے گٹے پڑ جائیں تو سلفر یا سلیشیا مفید ہیں۔

ہتھیلی کے ایگزیما اور اُنگلیوں کے درمیان نم دار ایگزیما میں نیٹرم سلف ۶ ایکس بہترین ہے۔ یہ مرض پرانا بھی ہوتو چھوٹی طاقت سے ہی دور ہوسکتا ہے۔

بازوؤں اور ہاتھوں پر مسوں کے لیے۔ نیٹرم سلف

جلد پر خشک اور جلن والے دانے بنیں اور زرد سُنہری کھرنڈ اُبھر آتے ہوں ، جسم پر سُرخ یا زرد رنگ کے داغ نمایاں ہوں، جلد زردی مائل ہو، مہاسے نکلیں ، چیونٹیاں رینگنے کا احساس ہو اور ماؤف حصہ میں درد اور ورم ہو۔ نیٹرم فاس

مسوں Warts کے مرض میں تھوجا مدر ٹنکچر مسوں پر لگانا اور ۲۰۰ طاقت میں اندرونی طور پر لینا مفید ثابت ہوتا ہے۔

جسم پر مہاسے نکلنے کا رجحان ہو اور تمام جسم پر مہاسے نکلیں۔ نیٹرم سلف

اگر سوزاک کی وجہ سے فرج یا ذکر پر مسے گوبھی کے پھول کی طرح کے اُگیں تو سٹیفیگیر یا ہر ہفتے ۲۰۰ طاقت کی ایک خوراک مفید ثابت ہوتی ہے۔

اعضائے تناسل یا اس کے اردگرد مسے ہوں۔ تھوجا ۲۰۰ صبح اور شام

اگر مسوں سے سرخ خون بہے فاسفورس اور اگر مسے کٹے پھٹے اور بھیانک ہوں ۔ نائیٹرک ایسڈ۔ زخموں سے بہت خون بہے، زخم ختم ہو کر پھر ہرے ہو جاتے ہوں اور جلد پر نیلگوں داغ پڑیں۔ فاسفورس۔ اگر پیشانی اور گالوں پر سُرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئیں جنہیں چھونے سے درد ہو، ناک اور منہ کے قریب کیل نکلیں۔ لیڈم

جلدی امراض جو سخت دواؤں کے استعمال سے دب کر انتڑیوں اور اندرونی جھلیوں پر اثر انداز ہوں۔ سورائینم (اگر جسم گندہ اور میلا میلا سا رہے جیسے عرصہ سے غسل نہ کیا ہو۔ سورائینم۔ مریض گرم ہوتو سلفر اور اگر ٹھنڈا ہوتو سورائینم مفید ثابت ہوتی ہے)

ہاتھ اور پاؤں کی جلن کے لیے تھوجا ۲۰۰ اور سلفر ۲۰۰ ملا کر ہفتہ میں دو تین بار لینا بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر ہاتھ پاؤں پر بہت پسینہ آئے تو سلفر ۲۰۰ مفید ہے۔

جلد سے بدبو آئے۔ Pulex

اہم اعلان

پیشوا انٹرنیشنل میں ہومیو پیتھک و دیسی نسخہ جات شائع کرنے کا مقصد خدمت خلق اور قارئین کو علاج بالمثل کے فوائد سے آگاہ کرنا ہے۔ کسی بھی ہومیو پیتھک نسخہ یا دیسی ٹوٹکے کو استعمال کرنے سے پہلے کسی مستند ہومیوفزیشن یا حکیم سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشورہ کے نسخہ استعمال کرنا نقصان کا باعث بھی ہوسکتا ہے جس کا ادارہ پیشوا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(چیف ایڈیٹر۔ رسالہ پیشوا انٹرنیشنل لندن)

شمائل نبوی ﷺ (ذکر الٰہی اور حمد و شکر میں رسول ﷺ کا اسوہ مبارک) قسط 8

(تحریر و تحقیق: چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)

گزشتہ شمارہ میں آنحضرت ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے شکر کے انداز بیان کیے جا رہے تھے، اللہ تعالیٰ کے شکر کا تیسرا انداز پیش خدمت ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کی حمد و ستائش کے ادا کئے ہوئے یہ نغمے ایسے پسند آئے کہ اس نے فیصلہ فرمایا کہ قیامت کے روز جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کسی پناہ کی تلاش میں ہوگا تو رسول اللہ ﷺ کو ''مقام محمود'' یعنی حمد باری کے انتہائی مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے حمد کا جھنڈا اعطا کیا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل النبیؐ: 3543)

4۔ آپ ﷺ کی صفت ''احمد'' کی شان اس رنگ میں ظاہر ہوگی کہ آپ ﷺ پر حمد کے نئے مضامین کھولے جائیں گے اور خدا کے لئے تعریفی کلمات سکھائے جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ سجدہ ریز ہوکر وہ حمد باری بجالائیں گے جس کے جواب میں آپ ﷺ کو یہ انعامات ملے کہ ''اے محمد ﷺ! آج جو مانگیں گے آپ ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ تب آپ ﷺ اپنی امت کی شفاعت کی دعا کریں گے اور یہ حمد الٰہی کی ایک عظیم الشان برکت ہے جو آپ ﷺ کو نصیب ہوگی''۔

(بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ البقرہ، باب قول اللہ و علم ادم الاسماء کلھا)

آنحضرت ﷺ حمد باری کے حریص: آپ ﷺ خدا تعالیٰ کی چھوٹی چھوٹی نعمت پر ہمیشہ حمد باری کا ورد فرماتے، نمونہ حاضر ہے۔

1۔ رسول اللہ ﷺ تو اپنے رب کی حمد کے حریص تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے ایسے اعلیٰ ذوق اور توفیق کے بعد پھر بھی اگر کسی کو حمد باری کرتے ہوئے سن لیتے تو اس رشک کرتے۔ (مسند احمد، جلد 2، ص470، مطبوعہ بیروت، و مسلم کتاب الشعر)

2۔ مشرک شاعر، امیہ بن صلت کا حمد باری پر مشتمل ایک شعر جب آپ ﷺ نے سنا تو دل پھڑک اٹھا۔ فرمانے لگے: امیہ کو شعر تو ایمان لے آیا مگر خود اس کو ایمان کی توفیق نہ ملی، دل کافر ہی رہا۔ شعر یہ تھا:

لَکَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْفَضْلُ رَبَّنَا   فَلَا شَیْءَ اَعْلٰی مِنْکَ حَمْداً وَ مَجْداً

یعنی اے ہمارے رب! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں، احسان اور فضل بھی تیرے ہیں، کوئی چیز حمد اور بزرگی سے تجھ سے بڑھ کر نہیں۔

(کنز العمال: 15241 و فتح الباری جلد7 ص 154)

لبید عرب کا مشہور شاعر تھا جس کا بلند پایہ کلام خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا مگر رسول اللہ ﷺ کو اس کے کلام سے جو شعر پسند آیا وہ اللہ کی عظمت کے بارہ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''سب سے اچھی بات جو لبید نے کہی وہ اس کے شعر کا یہ مصرع ہے: ''اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ'' کہ سنو! اللہ کے سوا ہر چیز بالآخر فنا ہونے والی ہے''

(بخاری، کتاب المناقب، باب ایام الجاھلیہ: 3553)

آنحضرت ﷺ کے مقام حمد کی معراج: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد کے اعلیٰ ترین مقام پر تھے۔ پس سچی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر آج تک اللہ تعالیٰ کی کوئی حمد کرنے والا پیدا نہیں ہوا۔ اسی لئے تو الٰہی نوشتوں میں آپ کا نام ''احمد'' رکھا گیا ہے یعنی ''سب سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے والا''۔ اسی حمد باری کے صدقے آپ ''محمد'' (ﷺ) کہلائے اور آپ ﷺ کی دنیا بھر میں تعریف ہوئی۔ آپ ﷺ کی ایک دعائیہ حمد کا نمونہ اس جگہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے مولیٰ کے حضور کسی تضرع اور عاجزی سے شکر بجالاتے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ ہر ذرہ وجود مجسم شکر بن چکا ہے، آپ ﷺ مناجات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''تیرا نور کامل ہے، تو نے ہی ہدایت عطا فرمائی، سب تعریف تیرے لئے ہے، تیرا حلم عظیم ہے، تو نے ہی بخشش عطا کی، پس کامل حمد تجھے ہی حاصل ہے۔ اے ہمارے رب! تیرا چہرہ سب چہروں سے زیادہ قابل عزت ہے اور تیری وجاہت تمام وجاہتوں سے بڑھ کر ہے تیری عطاء تمام عطاؤں سے افضل اور شیریں ہے، اے ہمارے رب! جب تیری اطاعت کی جاتی ہے، تو تو قدردانی کرتا ہے اور تیری نافرمانی ہو تو بھی تیری بخشش میں فرق نہیں آتا، تو ہی ہے جو مجبور اور لاچار کی دعا سنتا ہے اور تکلیف کو دور کرتا ہے، بیمار کو صحت عطا فرماتا، گناہ بخشتا اور توبہ قبول کرتا ہے، کوئی نہیں جو تیری نعمتوں کا بدلہ اتار سکے اور تیری تعریف تک کسی مدحت گر کی زبان رسائی پا سکی'

(تحفۃ الذاکرین لشوکانی، ص 290، دار الکتاب العربی)

جذبہ شکر اور قدردانی: آپؐ کا جذبہ شکر اور اس کی قدردانی اس قدر تھی کہ اس کی کوئی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی، ملاحظہ فرمائیں:۔

کی کوئی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی، ملاحظہ فرمائیں:

1۔ دراصل شکر ایک جذبہ ہے جو احسان کے نتیجہ میں ایک قدر دان دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ انسان میں اس جذبہ کا ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ: ''جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا (ترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب ما جاء فی الشکر لن احسن الیک: 1877) کیونکہ اسے شکر کی نیک عادت ہی نہیں یا یہ جذبہ سرد پڑ چکا ہے''۔

2۔ آنحضرت ﷺ نے شکریہ ادا کرنے کا طریق بھی اپنی امت کو سمجھایا۔ حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس شخص سے کوئی نیکی کی جائے تو وہ نیکی کرنے والے سے یہ کہے **جزاک اللہ خیرا** کہ اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا دے تو اس شخص نے تعریف کا حق ادا کیا'' (ترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب ما جاء فی الثناء بالمعروف: 1958) چنانچہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: ''جو شخص تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کا بدلہ دو اور اس کی طاقت نہیں تو اس کے لئے دعا کیا کرو، اتنی دعا کہ تم جان لو کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ اتار دیا ہے''۔

(ابو داؤد، کتاب الزکاۃ باب عطیۃ من سال باللہ: 1924)

انسانوں کا شکر: آپ ﷺ خدا کے شکر کے ساتھ انسانوں کا بھی ہمیشہ شکر ادا فرماتے، چند مثالیں حاضر ہیں:

1۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ تو بدی کا بدلہ بھی نیکی سے دینے کے عادی تھے اور جہاں تک نیکی کے بدلہ کا تعلق ہے آپ ﷺ قرآن کریم کی اس آیت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (سورہ زلزال: 8) یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی اس کا بدلہ بھی پائے گا، بلکہ بعض دفعہ بظاہر معمولی نیکی کا غیر معمولی بدلہ عطا فرماتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے کمسن چچازاد بھائی عبد اللہ بن عباسؓ نے وضو کے لئے پانی بھر کر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے آکر پوچھا کہ یہ کس نے رکھا ہے اور پھر معلوم ہونے پر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے لئے یہ دعا کی کہ ''اے اللہ! ان کو قرآن اور حکمت سکھا۔ (بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی اللھم علمہ الکتاب: 73) اور ان کو دین کی گہری سمجھ عطا کر''۔ اس دعا نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔ (بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی اللھم علمہ الکتاب: 73)

2۔ نبی کریم ﷺ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نے خدمات کی

2۔ نبی کریم ﷺ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نے خدمات کی
سعادت پائی۔ بعض نے کھجور کے درخت پیش کر دیئے۔ اس کے بعد جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے اموال غنیمت آئے تو آپ ﷺ ان قربانی کرنے والے انصار کا خاص خیال رکھتے اور ان کے تحائف کا بدلہ بہترین رنگ میں انہیں واپس دینے کی کوشش فرماتے تھے۔ (بخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء: 140)

3۔ فتح مکہ کے بعد بھی رسول کریم ﷺ نے انصار کی تالیف قلبی اور احساسات و جذبات کا خاص خیال رکھا اور فرمایا: ''اب میرا جینا تمہارے ساتھ ہے''۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مدینہ کو ہی اپنا وطن ثانی قرار دیئے رکھا۔ انصار کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی۔ فرماتے تھے: ''انصار کی محبت ایمان کا حصہ ہے''

(بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر)

4۔ کعب بن زہیر مشہور عرب شاعر تھا جو رسول کریم ﷺ کے خلاف گندے اشعار کہنے کی وجہ سے لائق گرفت تھا۔ جب وہ معافی کا خواستگار ہو کر حاضر خدمت ہوا تو حضور ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس میں مہاجرین کی تعریف کی اور انسار کا ذکر نہیں کیا۔ رسول کریم ﷺ کو انصار کی اتنی دلداری مقصود ہوتی تھی، فرمانے لگے کہ ''تم نے انصار کی شان میں کچھ نہیں کہا، یہ بھی مدح کے مستحق ہیں۔ اس پر اس نے یہ شعر کہا:

من سرہ کرم الحیاۃ فلا یزل   فی مقنبٍ من صالحی الانصار

یعنی جس شخص کو باعزت زندگی پسند ہے وہ ہمیشہ نیک انصار کے شہسواروں کے دستہ میں شامل رہے گا''۔ (المسیرۃ الحلبیۃ، جلد 3 ص 215، مطبوعہ بیروت)

الغرض نبی کریم ﷺ کے ساتھ جس کسی نے زندگی میں کبھی کوئی نیکی کی آپ ﷺ نے کبھی فراموش نہیں کیا۔

5۔ نبی کریم ﷺ حضرت خدیجہ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ اس بارہ میں ازراہ غیرت کچھ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو خدیجہؓ نے مجھے قبول کیا۔ جب لوگوں نے انکار کیا تو وہ ایمان لائیں، جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم کیا تو انہوں نے مال سے میری مدد کی اور اللہ تعالیٰ مجھے ان سے اولاد بھی عطا فرمائی''

(مسند احمد بن حنبل، جلد 6، ص 17، مطبوعہ بیروت)۔

6۔ نبی کریم ﷺ جب اہل مکہ کے رویہ سے مایوس ہو کر تبلیغ اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے تو واپسی پر مکہ میں داخلہ سے قبل حسب دستور کسی سردار

کی امان لینی ضروری تھی۔ آپ ﷺ نے مختلف سرداروں کو پیغام بھجوائے مگر کسی نے بھی حامی نہ بھری سوائے مطعم بن عدی کے جس نے اپنے بیٹوں کو بھجوایا کہ حضور ﷺ کو اپنی حفاظت میں شہر میں لے آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے مطعم کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھا۔ وہ بدر سے پہلے وفات پا چکے تھے مگر نبی کریم ﷺ نے بدر کی فتح کے بعد جب ستر کفار مکہ کو قیدی بنایا تو فرمایا: ''اگر آج ان کا سردار مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھے ان قیدیوں کی رہائی کی سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا''

(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ بدر)

7۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب نے زندگی بھر آپ ﷺ سے وفا کی، ہمیشہ آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ ﷺ کی شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ وہ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ مجھے صحت دے اور پھر آپ ﷺ کی دعا سے وہ صحتیاب ہوئے۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ابوطالب آپ ﷺ کو دل سے سچا مانتے تھے مگر کھل کر اس کا اظہار نہ کرتے تھے۔ آخری بیماری میں بھی حضور ﷺ انہیں اعلانیہ اظہار اسلام کی تحریک کرتے رہے مگر وہ ایسا نہ کر سکے، اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے آخر دم تک ان سے حسن سلوک کیا۔

8۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب اپنے والد ابو طالب کی وفات کی اطلاع دی تو آپ ﷺ رو پڑے اور فرمایا: ''جاؤ، ان کو غسل دو اور کفن کا انتظام کرو۔ نیز آپ ﷺ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے'' (الطبقات الکبری لابن سعد، جلد 1، ص 27، مطبوعہ بیروت)۔ جب ابوطالب کا جنازہ اٹھا تو آپ ﷺ اپنے محسن کے سفر آخرت کو دیکھ کر بے اختیار ان کی صلہ رحمی اور احسان یاد آئے تو یہ دعا کی کہ ''صلہ رحمی کا بدلہ آپ کو عطا ہو اور اے چچا! اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا کرے۔ آمین''

(البدایہ والنہایہ، جلد 3 ص 125، مطبوعہ بیروت)۔

(اس مضمون کی تیاری کے لئے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی کتاب ''اسوہ انسان کامل'' سے استفادہ کیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ)

قبولیت دُعا

دُعا کیا ہے؟ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔۔۔ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔ آپؑ، جو قبولیت دعا کے راز اپنے تجربے سے مشاہدہ کرنے والے تھے، نے ہمیں دعا کے آداب بھی سکھائے ہیں اور بعض حالات، مقامات، مواقع اور کیفیات بھی ایسی بتائی ہیں جن میں دعائیں بطور خاص قبول ہوتی ہیں۔ ان تمام کیفیات پر غور کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ حالتیں انسان میں جوش، اضطراب اور دعا کی تحریک میں ممد و معاون ہوتی ہیں۔ اس لئے ان حالات و اوقات کی دعائیں خاص قبولیت کا اثر رکھتی ہیں۔ ایسے بابرکت اوقات کا تذکرہ یہاں مناسب ہوگا:

نمازِ تہجد کی دعائیں (بالخصوص رات کے آخری حصہ میں) 1۔ نماز تہجد کا وقت خاص قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''ہمارا رب ہر رات کو جب آخری تہائی شب باقی رہ جائے، نچلے آسمان پر اتر آتا ہے اور کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں''۔ (بخاری کتاب الضمعۃ باب الدعاء فی الصلاۃ من آخر اللیل: 107) 2۔ بعض روایات میں آدھی رات گذر جانے کے بعد اور بعض میں ایک تہائی رات گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نچلے آسمان پر اتر آنے کا ذکر ہے۔ 3۔ حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''**رات کے درمیانی حصہ میں سب سے زیادہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے، اس کے بعد فرض نمازوں کے معاً بعد کے اوقات بھی خاص قبولیت کے ہیں**''۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید: 3421)

مضمون ''قبولیت دُعا'' کا بقایا حصہ اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

آوارگانِ دشتِ خار (قسط 21)

جہاں عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر ہر اُس مسلمان کا دِل خُون کے آنسو رو رہا ہے جس کے بدن میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت خُون کی طرح دوڑ رہی ہے وہاں علماء سُوء جو اُمّت مسلمہ کو اِس نہایت دردناک صورت حال سے دوچار کرنے والے ہیں نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اصلاحِ اُمّت کے نام پر فرقہ بازی اور تکفیر بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اِن اسلام کے جھوٹے ٹھیکیداروں کی بے لگام تحریروں اور تقریروں نے جہاں کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کُفر کی بھٹی میں جھونک دیا ہے وہیں ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے بھی بنا دیا ہے۔ کل تک یہ فرقہ بازی کے مقابلے مولانا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں کیا کرتے تھے یا موٹی موٹی کتابیں تحریر کی جاتی تھیں جو کُفر کے فتووں، بُرے الفاظ اور اخلاقی گراوٹ کا شاہکار ہوتی تھیں۔ اب یہ کارِ گناہ اسلام کے نام پر بنائے جانے والے ٹی وی چینلز پر بھی ہو رہا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا ان نام نہاد مولویوں کا جو اُمتِ مسلمہ کو گُھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ جو جُبے اور دستار میں ملبوس عالموں کے بھیس میں عامتہ الناس کو گُمراہ کر رہے ہیں کبھی فرقوں کے نام پر، کبھی عقیدوں کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر۔ اور آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن مذہبی جنونیوں کا جو اپنی پسند کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں تا کہ انسانوں کی گردنیں مذہب کے نام پر کاٹی جا سکیں۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد اُن عوامل اور مذہبی جنونیوں کے چہرے سے نقاب اُٹھانا ہے جنکی تفسیروں اور تقریروں نے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور جن کی تفرقہ بازیوں نے کلمہ گو مسلمانوں کی اخوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن نام نہاد علماء کا، پیروں کا اور اُن نام کے مسلمانوں کا جو بد دیانتی اور ناانصافی کرتے ہیں اور دم بھرتے ہیں اسلام کا۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد قطعاً کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے، صرف اور صرف اصلاح احوال کے لیے کوشش کرنا ہے۔

دنیا کی عمر چھ ہزار سال؟

مشہور دانشور جناب سبط حسن لکھتے ہیں:۔

"صُحفِ سماوی کے ماننے والوں کا دعویٰ تھا کہ خدا نے کائنات کی ہر شے کو چھ دن میں خلق کیا ہے اور یہ کہ ان مخلوقات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ وہ ہمیشہ سے ایسی ہی ہے ہی ہیں اور قیامت تک ایسی ہی رہیں گی۔ عیسائی پادری تو بڑے یقین سے کہتے تھے کہ دنیا کی عمر چھ ہزار سال سے زیادہ نہیں ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ پہلے انسان حضرت آدم تھے جو جنت میں رہتے تھے۔ انہوں نے شیطان کے بہکانے میں آ کر شجر ممنوعہ (سیب یا گیہوں) کھا لیا اور اس کی پاداش میں زمین پر پھینک دیا گیا۔ ابتدا میں بنی آدم کی زندگی بڑی پاک وصاف تھی لیکن دنیاوی آلائشوں کے سبب روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ ارتقاء کے نظریے نے ان عقیدوں کو تاریخی شہادتوں سے غلط ثابت دیا گیا۔ ارتقاء کا نظریہ سب سے پہلے جدید دور میں فرانسیسی سائنسدان ژان لمارک نے ۱۸۰۹ء میں پیش کیا تھا۔" (موسیٰ سے مارکس تک از سبط حسن)

معزز قارئین! عیسائیوں کے یہ عقائد کہ حضرت آدمؑ پہلے انسان تھے اور وہ جنت میں رہتے تھے مزید یہ کہ دنیا کی عمر چھ ہزار سال سے زیادہ نہیں، عیسائی مذہب کی تباہی کا باعث بن چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں لاکھوں برس پہلے کے انسانوں کے ڈھانچے مل چکے ہیں۔ آسٹریلیا میں کم از کم چالیس ہزار برس سے آباد قدیم باشندوں میں ایک خدا کی پرستش کے ثبوت مل چکے ہیں، یہ باشندے خوابوں کی تعبیر بتانے والے اپنے بزرگوں کو الگ اور دنیاوی آلائشوں سے دور رکھتے تھے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ ۱۶ سو قبائل تھے اور سبھی ایک خدا کو مانتے تھے مگر ہر قبیلہ کے عقائد جدا جدا تھے۔

سائنسدانوں نے تجربہ اور مشاہدہ سے مذہبی بے سروپا عقائد کا کچومر نکال دیا ہوا ہے، بے شمار عیسائی لا مذہب ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ آج کا انسان جان چکا ہے کہ دنیا کی عمر کیا ہے، زمین چپٹی نہیں بیضوی ہے، سورج زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ارضیات کے ماہر اور دیگر ماہرین کے مطابق ۲۵ لاکھ سال پہلے کے آدم کی باقیات ملی ہیں، ان کے دور میں پتھر کے اوزار بنائے جانے کے ثبوت ملے ہیں۔ ۱۹ لاکھ سال پہلے کے آدمیوں نے آگ پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ ۲۰ سے ۲۵ لاکھ برس پہلے انسانوں نے بولنا سیکھ لیا تھا۔ ۵ سے دو لاکھ برس قبل والے آدمی تو بہت کچھ سیکھ چکے تھے۔ دنیا میں زندگی کی تاریخ چار بلین سال پرانی ہے، جو ارتقائی منازل طے کر کے موجودہ شکل وصورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ مسلمان حضرت آدمؑ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں:۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی کہتے ہیں:۔

حدیث میں ہے کہ دُنیا کی عمر سات دن ہے، مَیں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے، مَیں اُمید کرتا ہوں کہ میری اُمّت کو خُدا تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے، ان حدیثوں سے اُمّت کی عمر پندرہ سو سال ثابت ہوئی۔

(ملفوضات اعلیٰ حضرت حصہ اول)

مختصر طور پر آدمؑ کے متعلق عقائد درج ذیل ہیں:۔

آدم علیہ السلام ہی دنیا کے پہلے انسان تھے۔یعنی آدم کے ماں باپ نہ تھے۔آدم وحوا کی اولاد میں سے لڑکے اور لڑکیاں یقیناً آپس میں بہن بھائی تھے۔ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں خدا کی قدرت سے جڑواں بہن اور بھائی پیدا ہوتے تھے اور ان کی آپس میں شادی نہیں ہوتی تھی، بلکہ دوسرے جڑواں بہن بھائیوں کے ساتھ ہوتی تھی۔ گویا اس طرح سے اللہ نے بہن بھائی ہونے میں ایک نوعیت کا فرق کر رکھا تھا۔ جب نسل انسانی اپنے اس دور سے آگے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے بہن بھائی کی آپس میں شادی حرام قرار دے دی۔فرشتوں کے سجدہ کرنے کا واقعہ تمثیلی نہیں، بلکہ حقیقی ہے۔اس کا حکم اللہ نے تخلیق آدم سے پہلے ہی فرشتوں کو دے دیا تھا۔

''اور (یاد کرو) جبکہ تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔'' انسان کو بحیثیت ایک 'خلیفہ' کے پیدا کیا گیا۔ خلیفہ عربی زبان میں تین معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جانشین، نائب اور حکمران۔ یہاں پہلے دو معنوں کا کوئی قرینہ نہیں پایا جاتا۔ یعنی کسی پیشرو کا ذکر نہیں کہ اس کا جانشین مانا جائے اور کوئی اصل مذکور نہیں جس کے نائب کا بیان مانا جائے۔ یہاں صرف حکمران اور بادشاہ کا مفہوم ہی موزوں ہے۔ چنانچہ ان آیات میں انسان کے خلیفہ ہونے سے مراد یہی ہے کہ اسے زمین میں ایک صاحب اقتدار اور صاحب اختیار ہستی کے طور پر پیدا کیا جا رہا ہے۔

اللہ نے پوری زمین سے ایک مٹھی مٹی لی یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں کوئی گورا ہے، کوئی کالا ہے، کوئی سانولا ہے، کوئی نرم ہے، کوئی سخت ہے،، کوئی ناپاک ہے اور کوئی پاک ہے۔ (ترمذی، ابو داؤد) پھر اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کے خلاصے سے گارا تیار کیا۔ (مؤمنون: ۲۱) جب گارا سیاہ اور بدبودار ہو گیا اور اس سے کھن کھن کی آواز آنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا۔ پھر اللہ نے پتلے کو کچھ عرصہ کے لئے ویسے ہی چھوڑ دیا جب ابلیس نے اسے دیکھا تو اس کے گرد چکر لگانے لگا اور اس کو بغور دیکھتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ پتلا اندر سے خالی ہے تو وہ سمجھ گیا کہ آدم اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکیں گے۔ (صحیح مسلم) پھر اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن عصر کے بعد اس پتلے کو زندہ انسان بن جانے کا حکم دیا۔ حکم سنتے ہی وہ پتلا زندہ انسان بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر مسح کیا مسح کرتے ہی ہر روح جو ان کی اولاد میں قیامت تک پیدا ہونے والی تھی نکل پڑی۔ پھر ان روحوں کو آدم کے سامنے پیش کیا آدم علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا ان کو اس کی آنکھوں کے درمیان جو نور تھا وہ بہت پسند آیا کہنے لگے اے میرے رب! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد کی آخری جماعتوں میں ایک شخص ہے۔ جس کا نام داؤد ہے۔ آدم نے پوچھا: اے میرے رب! تو نے اس کی عمر کتنی رکھی ہے؟ اللہ نے فرمایا: ۶۰ سال آدمؑ نے عرض کیا اے میرے رب میری عمر سے اس کی عمر میں ۴۰ سال بڑھا دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا اور اس پر گواہ بھی ٹھہرا دیا۔ پھر جب آدم کی عمر مکمل ہو گئی تو اللہ نے ان کی طرف ملک الموت کو بھیجا تو آدم نے کہا کیا میری عمر سے ابھی چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا: کیا آپ نے یہ چالیس سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو ہبہ نہیں کیے تھے۔ آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا لہٰذا آپ کی اولاد بھی انکاری ہے اور آدم بھول گئے لہٰذا آپ کی اولاد بھی نسیان کا شکار ہو گئی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال کر دی اور داؤد علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سال کر دی۔ (ابو داؤد) اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوق پیدا کرنی تھی ان کو آدم کے آگے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا پھر ان سے بالمشافہ گفتگو فرمائی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کی پسلی سے ان کی بیوی کو پیدا کیا تاکہ آدم ان سے سکون حاصل کریں۔ تاریخ میں نقل ہے کہ حواء کے ہاں ہر حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ ایک حمل سے پیدا ہونے والا لڑکا دوسرے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی سے شادی کرتا تھا۔

اس جنت کی حقیقت جس میں آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی تھے اس جنت سے مراد وہ جنت ہے جو آسمان میں ہے۔ قابیل پہلا شخص ہے جس نے بنی آدم میں قتل کو جاری کیا۔ (بخاری) آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ (تیس میٹر) تھا۔ (بخاری)

معزز قارئین! اس دلچسپ قصہ پر تبصرہ کرنے کی دعوت عام ہے۔ یہ عاجز امید کرتا ہے کہ علماء اس پر اپنی رائے دے کر دیگر قارئین کی علمی پیاس بجھائیں گے۔ آخر میں ایک درسی کتاب جو چھٹی جماعت کے بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اس سے ایک اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

''قرآن مجید کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے دو انسان پیدا کیے۔ ایک حضرت آدم دوسری اماں حوا۔ انہیں سے انسانی نسل آگے چلی۔ چنانچہ اس وقت دنیا میں جتنے انسان آباد ہیں وہ سب انہیں کی اولاد ہیں۔

چنانچہ اس وقت دنیا میں جتنے انسان آباد ہیں وہ سب انہیں کی اولاد ہیں۔

عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔ان کتابوں میں یہ نہیں بتایا گیا کہ حضرت آدم اور حوا کب پیدا ہوئے اور وہ دنیا کے کس حصے میں آباد تھے۔۔البتہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ دجلہ وفرات کی وادی میں رہتے تھے۔

سائنس دان ابھی تحقیق میں لگے ہوئے ہیں،ایک دن انہیں ماننا پڑے گا کہ ٹھیک بات وہ ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے۔'' (انسان کی کہانی منظور شدہ بطور ٹیکسٹ بک،چھٹی جماعت کے لیے،شائع کردہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کراچی۔پہلا اڈیشن ستمبر ۱۹۵۸ء۔ناشر اردو اکیڈمی سندھ،مشن روڈ کراچی۔صفحہ ۱۹)

غلاظت کے کیڑے!

حسین امیر فرہاد صاحب تقریباً تیس سال عرب ممالک میں رہائش پذیر رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کویت کا واقعہ ہے کہ ایک بار میں کسٹم ڈیپارٹمنٹ گیا،آفیسر کو کارڈ دکھایا کہ میرا پارسل آیا ہے اس نے کہا انتظار کرو۔وہ کاؤنٹر کے ایک طرف تھا میں دوسری طرف،اتفاق سے اس سے قینچی میری طرف گر گئی۔اُس نے مجھ سے کہا ''رفیق قینچی پکڑا دو'' (واضح رہے کہ کلمہ رفیق میں ایک چھپی گالی بھی ہے جسے عام آدمی نہیں جان سکتا) میں نے کہا "عيب عليك تقلّي رفيق ما تعرف انا اخوك من مواليد لغاية الموت" یعنی بُرائی تمہاری طرف رُخ کرے مجھے رفیق کہتے ہو جبکہ میں پیدائش سے لے کر موت تک تمہارا بھائی ہوں۔اپنے بھائی کو نہیں پہچانتے؟ میرا یہ کہنا تھا کہ اُس نے دوہتڑ اپنے مُنہ پر مارے عقال (سر والی کالی رسّی) کُھل کر گلے میں آ گئی اور اُس نے رونا دھونا شروع کیا۔دوسرے افسران بھی اس کاؤنٹر پر آ گئے،اندرونی آفس سے مدیر بھی نکل کر آیا،اُس سے کہا ماجد کیا بات ہے؟ کہا جناب ہم تباہ ہو گئے،برباد ہو گئے۔اب ہند میں بھی ہمارے بھائی پیدا ہونے لگے۔یہ ہندی کہہ رہا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے۔۔۔مدیر جو سگریٹ کے کَش لگا رہا تھا،مجھ سے کہا اتنی زیادتی،تمہیں جرات کیسے ہوئی ایک عرب کو بھائی کہتے ہوئے؟ میں نے کہا "والله قريت فى القرآن الحكيم انما المومنون اخوته" پڑھا تھا قرآن کریم میں کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور یہ حدیث بھی کہ "كل كم ابناء آدم و آدم من تراب تم" تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ مدیر نے سگریٹ زمین پر پھینک کر بوٹ کی ایڑی سے مسل دیا اور کہا "آيات القرآنيه طبعك دعسنا مثل هذا سجاره هل فى معك شى غير من هذا" یعنی تیری قرآنی آیات کو تو میں نے اس سگریٹ کی طرح مسل دیا اس کے علاوہ کوئی ثبوت ہے تو پیش کرو۔اور کہا "او عك ديربالك" دھیان دینا خبردار! آئندہ کسی عربی کو بھائی مت کہنا اور دوسری بات یہ سُن لو کہ تم نے جو حدیث پڑھی کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ایسی بات نہیں ہے۔سیدنا آدمؑ جنّت سے اس لیے نکالے گئے تھے،کہ انہیں بیت الخلاء کی ضرورت پڑ گئی تھی۔انہوں نے زمین پر آ کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی حاجت پوری کی۔تو سیدنا آدمؑ کا قد بہت لمبا تھا سری لنکا میں ان کے قدم کا نشان ہے جو ''وار ونصف'' یعنی ڈیڑھ گز لمبا ہے اس حساب سے ان کے پاخانے کی ایک اچھی خاصی ڈھیری بن گئی۔چار پانچ دن بعد سیدنا آدم کا اُس راستے سے گذر ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُس غلاظت کے ڈھیر میں سے کیڑے رینگ رینگ کر نکل رہے ہیں۔تو سیدنا آدمؑ نے کیڑوں کو دیکھ کر کہا "یا دود انتم تكوا هنود" (عربی میں زیادہ کیڑوں کو دود کہتے ہیں) اے کیڑو! تم آج سے ہندوستانی ہو،تو اہل ہند تمام کے تمام سیدنا آدمؑ کی غلاظت کے کیڑے ہیں۔پھر سیدنا آدمؑ مکّہ آئے تو ہم عرب پیدا ہوئے۔اس لیے ہمیں کبھی بھائی نہ کہنا۔آئندہ یہ غلطی نہ ہونے پائے۔ (حقائق اور افسانے از حسین امیر فرہاد صفحہ ۴۳)

سونے کے بعد جاگے تو!!

حضرت آدم علیہ السلام ہی اس زمین پر پہلے فردِ بشر ہیں اور اس جہاں کی اصل بنیاد ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اُترے تھے۔یہ وہ روایت ہے جسکے خلاف علماءِ اسلام نے کچھ نہیں کہا۔حضرت آدم علیہ السلام تھوڑی دیر سونے کے بعد جاگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سرہانے ایک عورت کو پیدا فرما دیا تھا۔جو ان کے لیے سکون کا باعث ہو سکے جس کا نام حوا تھا۔یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ایک زندہ ہستی سے پیدا ہوئیں آپ ہر زندہ انسان کی ماں ہیں۔ (از واج الانبیاء جلد ۱)

ہندو مذہب حضرت آدمؑ کا ہے!!

حضرت خواجہ غلام فریدؒ صاحب سے منسوب مقابیس المجالس سے مقبوس نمر سات پیش خدمت ہے۔لکھا ہے:۔

''اس کے بعد اہل ہنود کے مذہب کا ذکر ہونے لگا آپ (حضرت خواجہ غلام فرید

صاحب) نے فرمایا کہ ہنود کا مذہب قدیم اور کہنہ ہے اور ہر مذہب اس کے بعد وجود میں آیا ہے۔ کیونکہ یہ مذہب حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔''

(مقابیس المجالس۔مقبوس ہفتم۔صفحہ ۲۶۳)

صفاتی انبیاء!!

اسرار عالم صاحب اپنی کتاب ''دجال'' میں لکھتے ہیں:۔

''حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت علامہ اقبال نبویانہ نہاد کے حامل تھے۔ چونکہ یہ حضرات قدس ختم نبوت کے بعد تشریف لائے اس لیے منصب کے اعتبار سے تو نبی نہیں تھے لیکن صفات کے لحاظ سے نبی تھے۔۔۔ حضرت مجدد صاحب ''نبی الملوک'' تھے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ''نبی العلماء'' تھے اور حضرت علامہ اقبال ''نبی الخضر م'' تھے۔'' اگلی سطور میں بتاتے ہیں کہ ''ان تینوں کی مسلمانوں نے تکذیب کر دی تھی۔''

(دجال از اسرار عالم۔صفحہ ۵۸)

آدمؑ کی شریعت میں بہن سے نکاح!!

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سورۃ المائدہ آیت ۳۱ کے تحت آدم کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کے واقع میں پہلے درج ذیل قصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''خلاصہ قصہ کا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جولڑ کا پیدا ہوتا تھا اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوتی اسی طرح دوسرے بطن میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی اور ایک بطن کا لڑکا دوسرے بطن کی لڑکی سے اور دوسرے بطن کا لڑکا پہلے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیا جاتا۔'' (بحوالہ دجال از اسرار عالم۔صفحہ ۱۹۵)

پھر لکھتے ہیں کہ ''آدم علیہ السلام کی شریعت میں حسب ضرورت وقت یہ افتراق بطون بمنزلہ افتراق نسب کے قرار دیا گیا۔'' مولانا اشرف علی تھانوی صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

''اس تقریر کے بعد علی الاطلاق اس کا قائل ہونا کہ حضرت آدم کی شریعت میں بہن سے نکاح جائز تھا بلکہ بہن سے نکاح میں یہ بھی قید تھی کہ دوسرے بطن سے ہو پس یہ افتراق ایسا تھا جیسا کہ آج کل خالہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے حالانکہ ماں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی میں چنداں فرق نہیں کیونکہ نانی میں یہ دونوں ایک ہو جاتی ہیں کہ دونوں کی ماں اس ایک ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔'' (بیان القرآن۔المائدہ ۳۱ حاشیہ)

پورے نظام کو بلاسٹ کر دیا!!

اسرار عالم لکھتے ہیں کہ اس عاجز کے نزدیک نہ حضرت آدم اور حضرت حوا نے کوئی پھل یا اناج کھایا نہ کوئی ایسا پھل یا اناج کھانے کی ممانعت تھی۔ بلکہ انہوں نے وہ عمل کر لیا جسے موجودہ انسانی معاشرے میں ''جماع'' کہتے ی ہیں۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے دراصل یہ حکم دیا تھا کہ دیکھو تم دونوں اپنے جسم کے ان دونوں نیچے کے حصوں کو مت ملانا۔۔۔ حضرت آدم اور حضرت حوا کا یہ عمل نہ صرف عمل تھا بلکہ ایسا عمل تھا جس نے الجنتہ کو پورے نظام کو بلاسٹ کر دیا۔ جس طرح بجلی کے دو تاروں کا آپس میں مل جانا۔ اگر دو تار اس بجلی کے قاعدے سے ملیں تو مثبت نتیجہ برآمد ہو اور بلب روشن ہو جائے، لیکن خلاف قاعدہ ملیں تو شارٹ سرکٹ ہو جائے اور دھماکہ ہو جائے۔ الجنتہ میں یہی ہوا ہوگا۔۔۔ اس عمل کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ شعور جنس جاگ گیا۔ اور مزید مقاربت کی خواہش ہونے لگی۔ دونوں کے جسموں کے نیچے کی بندش یا پردہ کا خاتمہ ہو گیا لہٰذا کئی نئے اعمال صادر ہونے لگے مثلاً بول، براز، احتلام، حیض ہونے لگے۔۔۔ ایسا لگتا ہے کہ حضرت حوا اس یا ان مقاربت سے حاملہ ہو گئیں۔۔۔ جس کے نتیجے میں حضرت آدم اور حضرت حوا زمین پر بھیج دیے گئے۔۔۔ وضع حمل کے کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ قابیل ولادت کے اعتبار سے پہلا ضرور تھا مگر حضرت آدم اور حضرت حوا نے قابیل کو اپنی **جائز اولاد نہیں مانا** بلکہ ایک ایسی ولادت مانا جو ان کی غلطیوں کے نتیجے میں ہوئی تھی۔۔۔ واضح ہو کہ ہابیل کی ولادت زمینی سنت کے مطابق پہلی ولادت تھی اس لیے ہابیل جنتی سنت کے بعد پہلی زمینی جائز (صالح) اولاد تھے۔۔۔ **قابیل اور ہابیل** کے درمیان معرکہ میں ہابیل کے ساتھ حضرت آدم تھے اور قابیل کی قیادت ابلیس کر رہا تھا اور اس کے ساتھ کائنات کے شیاطین ملک، شیاطین جن تھے۔ خیر وشر کا یہ معرکہ خیر کے لیے بڑی تباہی کا باعث ہوا قابیل نے پہلے زمینی آدمی ہابیل کو شہید کر دیا۔ روئے ارض پر نسل آدم کا خاتمہ ہو چکا تھا۔۔۔ پھر اللہ نے حضرت آدم اور حضرت حوا کو ایک بیٹا شیث عطا کیا۔ پھر نسل انسانی کا سلسلہ زمین پر شروع ہو گیا۔ دو دو بچے پیدا ہوتے جن کی دوسرے حمل سے پیدا ہونے والوں سے شادی کر دی جاتی۔۔

(دجال جلد اول۔از اسرار عالم۔شائع کردہ ادارہ تحقیقات اردو بازار لاہور۔طبع اول اگست ۲۰۰۰ء۔ صفحات ۲۶۱ تا ۲۹۰)

مرغی زندہ کر دی

کتاب ''غوث پاک کی کرامات'' میں درج ذیل قصہ بیان کیا گیا ہے۔

ایک بی بی، سرکار بغداد، حضور غوثِ پاکؒ کی خدمت میں یہ کہہ کر اپنا بیٹا چھوڑ گئیں کہ یہ آپ سے محبت کرتا ہے ،اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اس کی تربیت فرما دیجیے۔ آپؒ نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا، ایک روز اس کی ماں آئی، دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت کمزور اور زرد ہو گیا ہے اور جَو کی روٹی کھا رہا ہے، جب غوثِ پاکؒ کے پاس حاضر ہوئیں تو دیکھا آپؒ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں، جسے غوثِ پاک نے تناول فرمایا تھا ۔عرض کی: یا غوثِ اعظم! آپ خود تو مرغی کھائیں اور میرا بچہ جَو کی روٹی۔ یہ سن کر غوثِ پاکؒ نے اپنا دستِ اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قومی باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم۔ یعنی جی اٹھ اس اللہ عزوجل کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی ،غوثِ پاکؒ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچ جائے گا تو جو چاہے گا، کھائے گا۔ (غوث پاک کی کرامات۔ شائع کردہ مکتبۃ المدینہ)

فاسق اور نمازی کی بیٹی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا فساد ہوا اور زید نے نہایت غیض وغضب میں اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں بیک وقت بیک جملہ دے دیں۔ بعد میں دونوں ہی کو افسوس و ندامت ہوئی کیونکہ دونوں ہی بال بچوں والے ہیں۔ ایک مفتی نے طلاق ثلاثہ واقع ہو جانے کا فتویٰ اور بات حلالہ کی آئی۔ چنانچہ ہندہ نے ایک شخص سے نکاح کر لیا اور دونوں میں شب باشی بھی ہوئی۔ شخص مذکور مسلمان ہے مگر نماز کا پابند نہیں، چہرہ پر داڑھی بھی نہیں رکھتا اور کبھی کبھی شراب بھی پی لیتا ہے۔ مگر مطلقہ مذکورہ اگر چہ پنجوقتہ نماز کی پابند نہیں مگر نماز پڑھتی ہے اور ایک پرہیز گار مسلمان کی بیٹی ہے۔ سوال یہ ہے کہ نکاح حلالہ از روئے شرع صحیح ہوا یا نہیں اور اب وہ عورت دوسرے شوہر سے طلاق حاصل کر کے عدت گزار کر اپنے شوہر اول کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: فاسق نہ تو صالحہ کا کفو ہے اور نہ ہی صالحین کی فاسقہ بیٹی۔ صورت مسئولہ میں شخص مذکور فاسق معلن ہے جو ہندہ کا کسی طرح کفو نہیں۔ اگر ہندہ نے اپنی مرضی سے باپ کی اجازت کے صریح بغیر اس شخص سے نکاح کیا تو شرعاً نکاح صحیح نہیں ہوا اور نکاح صحیح کے بغیر شب باشی یا مجامعت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح ہندہ اگر دسیوں بار نکاح کرے اور نام نہاد شوہر کے ساتھ صحبت کرے پھر بھی شوہر اول کے لیے حلال نہ ہو گی کیونکہ نکاح صحیح نہ ہونے کی وجہ سے حلالہ صحیح نہیں ہو گا۔

(فتاویٰ یورپ۔ فتویٰ از مفتی الواجد قادری، ہالینڈ۔ کتاب النکاح۔ صفحہ ۳۷۷)

قم کا ابوجہل

25 جنوری 2020 کو ایران کے مقدس مذہبی شہر قم کے حوزہ میں آیت اللہ عبّاس تبریزیان نامی ایک عالم دین کی جانب سے میڈیکل سائنس کی دنیا کے بڑے نام پروفیسر ہیرسن کی کتاب ''انٹرنل میڈیسن'' کی ایک جلد کو آگ لگاتے ہوئے بزعم خود کیمیائی علم طب کے زمانے کے خاتمے کا اعلان کیا۔ یہ آیت اللہ شاید یہ نہیں جانتے کہ علم کی زبان میں سب اشیا کے اجزا جو ایٹموں سے مل کر بنے ہوتے ہیں، کیمیکل کہلاتے ہیں اور ان کی اپنی معجونیں بھی کیمیائی مرکبات ہی ہیں۔ اگر چہ ناکارہ اور کسی بیمار کے کام کی نہیں۔

تعجب کی بات ہے کہ قم نامی مدارس کا یہ شہر تہران سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، اور تہران میں میڈیکل سائنس کے بڑے بڑے ماہرین بیٹھے ہیں لیکن آیت اللہ ان کے علم کے نور سے محروم رہ کر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ تازہ اطلاعات کے مطابق آیت اللہ تبریزیان کے شاگرد مولانا شہریار شریفی کرونا وائرس کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ وہ ایران کے قصبے صومعہ سرا میں مرکز طبِ معصومین کے منتظم تھے۔ آیت اللہ ایک ایسے رجز خوان کی طرح جو صرف میدان سے دور بیٹھ کر ڈینگیں مارتا ہے اور جنگ شروع ہونے پر فرار ہو جاتا ہے، اب تک اس وائرس کا کوئی قابلِ تجربہ و تصدیق علاج بتانے اور اس کو دنیا کے سامنے ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ تاہم آیت اللہ نے اپنے مریدوں کو کرونا وائرس سے بچنے کے لئے ایک مضحکہ خیز دستور العمل دیا ہے۔ آیت اللہ کے ٹیلی گرام چینل کے مطابق کرونا وائرس سے بچنے کے لئے: یہ علاج بتایا کھانے پینے کی اشیا کو ڈھانپ کر رکھیں، بار بار اپنے بالوں میں کنگھی کریں، پیاز زیادہ کھائیں، سیب کا استعمال بڑھا دیں، معجون امام کاظم خرید کر استعمال کریں، نسوار کو استعمال کریں، سونے سے پہلے روئی کو بنفشے کے تیل میں بھگو کر اپنے مقعد میں ڈال لیں، بار بار ہرمل نامی بوٹی کو انگاروں میں رکھ کر گھر کو دھونی دیں، شلغم کھائیں، روٹی کا صدقہ دیں۔ (حمزہ ابراہیم۔ نیا دور ۱۲ مارچ)

اوکاڑہ کا امام اور مولوی

اوکاڑہ میں 70 سالہ امام مسجد 10 سالہ بچی کا ریپ کرنے پر گرفتار۔ یہ امام صاحب جمعہ کے خطبوں میں بتاتے تھے کہ چین پر اللہ کا عذاب آیا ہے۔

(بولو نیوز ۲۹ فروری ۲۰۲۰ء)

3 سالہ بچی صبح قرآن پڑھنے گئی اور!!!

اوکاڑہ میں تازہ ترین واقعہ پیش آیا ہے جس میں 3 سالہ بچی صبح فجر کے بعد مسجد میں مولوی کے پاس قرآن پڑھنے گئی اور مولوی اسے ساتھ ہی واقع اپنے گھر لے گیا اور جنسی زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا، اردگرد کے لوگوں کو شک ہوا تو مولوی کے گھر جا کر مولوی کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا اور جم کر مولوی کی چھترول کی اور پولیس کے حوالے کر دیا۔۔۔ یکم اگست ۸۱۰۲۔ سیاست۔ پی کے۔

خادم رضویوں اور عبدالعزیزوں کو!!

وفاقی وزیر سائنس وٹیکنالوجی فواد چوہدری نے کہا ہے کہ پنجاب حکومت کو عورت مارچ 2020 کی سیکیورٹی کے لئے فوری اقدامات اٹھانے چاہیئں۔ ان کا کہنا تھا کہ خادم رضویوں اور عبدالعزیزوں کو یہاں نفرت پھیلانے کے حوالے سے اجازت ہو سکتی ہے تو ایک پرامن گروہ کو بھی اپنے خیالات کی تبلیغ کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ ہم شاید ان کے خیالات سے اتفاق نہ کریں جس میں کوئی مسئلہ نہیں۔

(نیا دور ۴ مارچ ۲۰۲۰ء)

بوٹے شاہ کا مزار!

صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور سے گزرنے والے دریائے راوی کے کنارے

مزار کے اندر اکٹھا ہونے والا دریا کا گندا پانی تبرک کے طور پر پیا جا رہا ہے۔

بوٹے شاہ کا مزار 1988 میں دریا برد ہو گیا تھا۔ تاہم گذشتہ کئی سالوں سے دریائے راوی میں پانی متواتر کم ہونے کے بعد جب شادی وال گاؤں کے قریب دریا کے خشک ہونے والے مقام سیمنٹی اٹھانے والوں نے کھدائی کی تو نیچے سے مزار دوبارہ نکل آیا۔

شہریوں نے مکمل کھدائی کے بعد مزار پر پھول اور چادر چڑھائیں۔ واقعے کا سن کر آس پاس کے علاقوں سے لوگ کشتیوں کے ذریعے وہاں پہنچنا شروع ہو گئے اور مزار پر نذر و نیاز اور منتوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ یہاں جب سے مزار نمایاں ہوا ہے مرد، خواتین اور بچوں کا رش لگا ہوا ہے اور ڈھول کی تھاپ پر دھمال جاری ہے۔ ’چندہ جمع کرنے اور نیاز کی تقسیم کا سلسلہ بھی جاری ہے، یہاں آس پاس کے رہائشیوں نے عرس شروع کر دیا ہے کیونکہ ابھی تک صاحب مزار کی آل اولاد کے بارے میں کسی کو معلومات نہیں، لہٰذا بعض افراد نے خود ہی انتظام سنبھال رکھا ہے۔

(انڈیپنڈنٹ نیوز ۲۷ فروری ۲۰۲۰ء)

حسنین جمال کی رپورٹ کے مطابق مزاروں پر چھٹی کا کوئی دن نہیں ہوتا۔ لوگ سارا سال، بارہ مہینے، چوبیس گھنٹے اور اپنی ضرورت (یا فرصت) کے حساب سے یہاں آتے ہیں۔

مزار کے اندر مختص کی گئی چند جگہوں پہ منت ماننے والے آس اور امید کے دیے جلاتے ہیں، گلاب کی پتیاں نچھاور کرتے ہیں اور بہت سے ارمانوں کی نکیل سے بندھے واپس چلے جاتے ہیں۔

منتیں ماننے والے بعض لوگ مزار کے اندر موجود اس دروازے پہ رنگین دھاگے یا تالے لگا دیتے ہیں۔ ایک دھاگہ برابر ایک منت، ایک تالا برابر ایک خواہش، کئی دھاگے، کئی تالے، کئی منتیں، کئی امیدیں۔۔۔ برابر ہے پوری زندگی۔ اگر بتیاں بھی مزاروں کی تہذیب کا ایک حصہ ہیں۔ (انڈیپنڈنٹ نیوز ۱۲ فروری ۲۰۱۹ء)

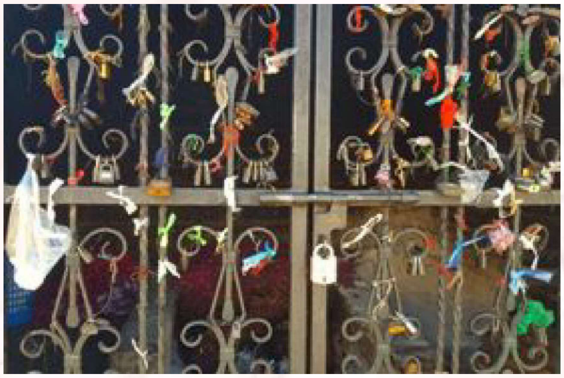

شعروشاعری

"اس عہد نے افواہوں کو اخبار کیا ہے"

منتظر قائمی

عشرت نے تمناؤں کو بازار کیا ہے
مجبوری نے ہر شے کو خریدار کیا ہے
ڈر تھا کہ کہیں میں بھی نہ بن جاؤں فرشتہ
یہ سوچ کے اپنے کو گنہ گار کیا ہے
ملنے کو ضرور آئیں گے اک روز در و بام
مجھ کو اسی امید نے دیوار کیا ہے
خوش رنگ پرندے تو نہیں کرتے بسیرا
اک پیڑ نے شاخوں کو خبردار کیا ہے
لفظوں میں اتر آئی ہے سازش کی سیاہی
اس عہد نے افواہوں کو اخبار کیا ہے
تعمیر میں آتی ہے نظر خون کی لالی
لوگوں نے کسے خواب کا معمار کیا ہے
یہ بات اترتی نہیں سورج کے گلے سے
تاریکی نے جگنو سے بہت پیار کیا ہے
چنگاریاں دامن میں بھرے ایک دیے نے
بے سمت ہواؤں کو گرفتار کیا ہے
پھر شام کی شاخوں پہ ہیں یادوں کے بسیرے
پھر اس نے مری رات کو گلزار کیا ہے
پھر ہے دل ناداں کو کسی غم کی ضرورت
خوشیوں نے تو جیسے مجھے بیمار کیا ہے

"ہر صبح اک عذاب ہے اخبار دیکھنا"

عبیداللہ علیم

وحشت اسی سے پھر بھی وہی یار دیکھنا
پاگل کو جیسے چاند کا دیدار دیکھنا
اس ہجرتی کو کام ہوا ہے کہ رات دن
بس وہ چراغ اور وہ دیوار دیکھنا
پاؤں میں گھومتی ہے زمیں آسماں تلک
اس طفل شیر خوار کی رفتار دیکھنا
یارب کوئی ستارۂ امید پھر طلوع
کیا ہو گئے زمین کے آثار دیکھنا
لگتا ہے جیسے کوئی ولی ہے ظہور میں
اب شام کو کہیں کوئی مے خوار دیکھنا
اس وحشتی کا حال عجب ہے کہ اس طرف
جانا بھی اور جانب پندار دیکھنا
دیکھا تھا خواب شاعر مومن نے اس لیے
تعبیر میں ملا ہمیں تلوار دیکھنا
جو دل کو ہے خبر کہیں ملتی نہیں خبر
ہر صبح اک عذاب ہے اخبار دیکھنا
میں نے سنا ہے قرب قیامت کا ہے نشاں
بے قامتی پہ جبہ و دستار دیکھنا
صدیاں گزر رہی ہیں مگر روشنی وہی
یہ سر ہے یا چراغ سر دار دیکھنا

"اس دَور کا انسان پراسرار لگے ہے"

احمد شاہد خاں

دنیا سبھی باطل کی طلب گار لگے ہے
جس روح کو دیکھو وہی بیمار لگے ہے
جب بھوک سے مر جاتا ہے دوراہے پہ کوئی
بستی کا ہر اک شخص گنہ گار لگے ہے
شاید نئی تہذیب کی معراج یہی ہے
حق گو ہی زمانے میں خطا کار لگے ہے
وہ تیری وفا کی ہو کہ دنیا کی جفا کی
مت چھیڑ کوئی بات کہ تلوار لگے ہے
کیا ظرف ہے ہر ظلم پہ خاموش ہے دنیا
اس دور کا انسان پر اسرار لگے ہے
جس نے کبھی دریا کا تلاطم نہیں دیکھا
ساحل بھی اسے دور سے منجھدار لگے ہے
دیوار جانتا تھا جسے میں وہ دھول تھی
اب مجھ کو اعتماد کی دعوت نہ دے کوئی

"بچھڑ کے تجھ سے ہمیں اب خوشی بھی ہوتی ہے"

حبیب سوز

کھلا یہ راز کہ یہ زندگی بھی ہوتی ہے
بچھڑ کے تجھ سے ہمیں اب خوشی بھی ہوتی ہے
وہ فون کر کے مرا حال پوچھ لیتا ہے
نمک حراموں کی کیٹگری بھی ہوتی ہے
مزاج پوچھنے والے مزا بھی لیتے ہیں
کبھی جو درد میں تھوڑی کمی بھی ہوتی ہے
یہی تو کھولتی ہے دشمنی کا دروازہ
خراب چیز میاں دوستی بھی ہوتی ہے

تم اپنے قدموں کی رفتار پر بہت خوش ہو
یہ ریل گاڑی کہیں پر کھڑی بھی ہوتی ہے

"کچھ مری آنکھ میں حیا بھی تھی"

امجد اسلام امجدؔ

زندگی درد بھی دوا بھی تھی
ہم سفر بھی گریز پا بھی تھی
کچھ تو تھے دوست بھی وفا دشمن
کچھ مری آنکھ میں حیا بھی تھی
دن کا اپنا بھی شور تھا لیکن
شب کی آواز بے صدا بھی تھی
عشق نے ہم کو غیب دان کیا
یہی تحفہ یہی سزا بھی تھی
گرد باد وفا سے پہلے تک
سر پہ خیمہ بھی تھا ردا بھی تھی
ماں کی آنکھیں چراغ تھیں جس میں
میرے ہمراہ وہ دعا بھی تھی
کچھ تو تھی رہ گزر میں شمع طلب
اور کچھ تیز وہ ہوا بھی تھی
بے وفا تو وہ خیر تھا امجدؔ
لیکن اس میں کہیں وفا بھی تھی

'بہت پرانی شراب ہو تم'

صائمہ بخاری

سلگتی نظروں کا خواب ہو تم
محبتوں کا شباب ہو تم
سمجھ نہ پائی جسے کبھی میں
کتاب دل کا وہ باب ہو تم

کہو تو جز دان میں چھپا لوں
کھلی ہوئی اک کتاب ہو تم
بچھے تھے راہوں میں پھول کتنے
جو بھا گیا وہ گلاب ہو تم
برا کہے تم کو لاکھ دنیا
مرے تو عالی جناب ہو تم
نہیں ہے بس میں تمہیں بھلانا
عجب طرح کا عذاب ہو تم
لگا کہ منزل تمہی ہو لیکن
نظر کا میری سراب ہو تم
وفا سے عاری سہی مزاجاً
وفا کا میری جواب ہو تم
کئی سوالوں میں تم گھرے ہو
مگر بہت لا جواب ہو تم
الٹ کے رکھ دی ہے میری دنیا
حیات کا انقلاب ہو تم
میں راگ رنگ اور رقص جیسی
غزل ترنم رباب ہو تم
یہ نشہ ٹوٹا نہ زندگی بھر
بہت پرانی شراب ہو تم
اے جان بآنو یہ جان لو اب
بذات خود انتخاب ہو تم

”زندگی سے بڑھ کے یوسفؔ امتحاں کوئی نہیں“

راجہ محمد یوسفؔ خان

حرمتِ اقدار کا نام و نشاں کوئی نہیں
بے حِسوں کی بھیڑ ہے ، بھاگو ، یہاں کوئی نہیں

تم بھی دیواروں سے باتیں کر رہے ہو آج کل
کیا تمھارا بھی جہاں میں رازداں کوئی نہیں
وقتِ مشکل بے وفائی ، باندھ کر عہدِ وفا
اِس سے بڑھ کر ظلم زیرِ آسماں کوئی نہیں
دیکھنا ہر اک مسافر کو ہے زعمِ رہبری
کارواں کے ساتھ میرِ کارواں کوئی نہیں
وقت کا پردہ ہے اپنے وقت پر اٹھ جائے گا
ورنہ میرے اور اُس کے درمیاں کوئی نہیں
اِس قدر خائف نہ جانے موت سے کیوں لوگ ہیں
زندگی سے بڑھ کے یوسفؔ امتحاں کوئی نہیں

”بس کرو اتنا کرم اسے اَور بھی پاگل کردو“

بشارت سکھیؔ

یک نگاہِ کیمیا سے یوں ہلچل کر دو
تیرِ غمزہ سے دلِ مضطر کو گھائل کر دو
میں تو شنوائی بھی دہلیز پہ رکھ آئی ہوں
جستجو آنے کا سندیسہ مجھے بیکل کردو
رکھ دو اک خواب مری پلکوں کے جھولے میں صنم
رات کی سیج ہے سونی اسے جھلمل کر دو
اب تو زندہ ہے فقط مجھ میں مرا جوش جنوں
بس کرو اتنا کرم اسے اَور بھی پاگل کر دو
میرے بے ربط خیالوں کو مدلل کردو
”چھت پہ آ جاؤ مرا شعر مکمل کردو“
قربتیں سوچ کی ملتی ہیں مقدر سے صنم
چھو کے سانسوں کو میری روح کو صندل کر دو

میں سمٹ جاوں تری آنکھ کے مخمل میں سکھیؔ
شام کے نینوں میں گہرا ذرا کاجل کردو

RH
DREAM WEDDINGS
RH DREAM EVENTS LIMITED
TEL: 020 3674 7909
MOB: 077 9299 8973
Venue Hire
Decoration
Catering
Cutlery & Crockery
Service Staff
BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER
Package Price
Event Management
Cinematic Videography
Photography
DJ-Dhoolchi
Chauffeur Service
2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Tel. 020 3674 7909 - Mob. 077 9299 8973 (Mon-Fri 10:00 - 17:00)
Email: info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com